عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ • شمارہ نمبر ۲۱ • بتاریخ ۲۹ اکتوبر تا ۴ نومبر ۱۹۹۳ء

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات

دوزخ سے مرزا قادیانی کا خط مرزا طاہر کے نام

مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت

بنیاد پرستی کا نعرہ مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود کی مشترکہ سازش

قادیانیوں کا عبرتناک انجام

کیا آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی رقم
مسلمانوں کو مرتد
بنانے میں استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

لیکن

اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جا رہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید و فروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعے
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور ان کا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھئے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہِ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے: قادیانی خصوصاً مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون: ۳۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲۔ شمارہ نمبر ۲۱

بتاریخ ۱۰ تا ۲۱/جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

بمطابق ۲۹/اکتوبر تا ۴/نومبر ۱۹۹۳ء

اس شمارے میں

۱۔ برانہ مانیے گا (نظم) —— ۴

۲۔ اداریہ —— ۵

۳۔ تاجدار ختم نبوت ﷺ کی امتیازی خصوصیات —— ۶

۴۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ —— ۹

۵۔ مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود کی مشترکہ سازش —— ۱۰

۶۔ دوزخ سے مرزا قادیانی کا خط مرزا طاہر کے نام —— ۱۱

۷۔ مرزا قادیانی کی نبوت کا پس منظر —— ۱۳

۸۔ مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت —— ۱۴

۹۔ عیسائی اور مرزائی میں کیا فرق ہے؟ —— ۲۰

۱۰۔ کیا فتح و شکست کا معیار اسلحہ ہیں؟ —— ۲۱

۱۱۔ طب و صحت۔ جاپانی پھل —— ۲۱

۱۲۔ اللہ میاں کے نام —— ۲۲

۱۳۔ قادیانیوں کا عبرت ناک انجام (قسط نمبر۱) —— ۲۳

سرپرست — مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

نگران — حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر — عبدالرحمان باوا

مجلس ادارت

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

سرکولیشن منیجر — محمد انور رانا

قانونی مشیر — حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین — خوشی محمد انصاری

پبلشر — عبدالرحمان باوا

طابع — سید شاہد حسن

مطبع — القادر پرنٹنگ پریس

مقام اشاعت — ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون نمبر 7780337

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN LONDON
SW9 9HZ U.K. PHONE: 071-737-8199

بیرون ملک چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۳۵ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ

سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

برا نہ مانیے گا

شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانی' شیخوپورہ

جو کچھ میں عرض کروں گا' برا نہ مانیے گا
بھلا ہے اس میں تمہارا' برا نہ مانیے گا
کسی کا کوئی بھی حق جو تمہارے ذمے ہو
اگر کرے وہ تقاضا' برا نہ مانیے گا
تمہاری نظروں میں کتنا بھی ہو وہ کم مایہ
دکھائے حق کا جو رستا' برا نہ مانیے گا
جو اس نے تم سے کہی بات' اگر وہ سچی ہے
کوئی بڑا ہو کہ چھوٹا' برا نہ مانیے گا
اگر جیے کوئی ظالم کا ہمنوا بن کر
وہ جینا خاک ہے جینا' برا نہ مانیے گا
جو پادشاہ فقیروں سے خوامخواہ الجھے!!
وہ پادشاہ نہیں داتا' برا نہ مانیے گا
جو آدمی یہ سمجھتا ہو' میں ہی اچھا ہوں
وہ آدمی نہیں اچھا' برا نہ مانیے گا
کریں غریب کی خدمت' نہ اس سے لیں خدمت
یہی ہے مرتضیٰ مولا' برا نہ مانیے گا
یہ خورد و نوش یہ اہل و عیال و مال و منال
یہی ہے دھوکے کی دنیا' برا نہ مانیے گا
مری تباہی میں کب غیر کا تھا ہاتھ اے دوست
کیا دھرا ہے تمہارا' برا نہ مانیے گا
نہ پادشاہ سے بھی کرنا ضمیر کا سودا
سراسر اس میں ہے گھاٹا' برا نہ مانیے گا
زمین و زر کی ہوس اے عزیز من ہے فضول
لحد میں جانا ہے تنہا' برا نہ مانیے گا
تمہارا حسن بھی دیکھا ہے میں نے اے دنیا
اگر اٹھاؤں میں پردہ' برا نہ مانیے گا
بتوں کے ناز و ادا' عاشقوں کی آہ و بکا
یہ سب ہے کھیل تماشا' برا نہ مانیے گا
جبیں ہے چاند کسی کی' نہ پھول ہیں رخسار
یہ سب نظر کا ہے دھوکا' برا نہ مانیے گا
بھروسہ جس پہ کیا دے گیا دغا وہ امین
یہی ہے تجربہ اپنا' برا نہ مانیے گا

مسلمانوں کی بے حسی کی انتہا

ایک اخباری اطلاع کے مطابق بنگلہ دیش میں سیکولر دانشوروں اور پروفیسروں کے ایک گروہ نے اسلام اور اسلامی شعائر کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے۔ ان میں سے ایک بدنہاد و بدباطن پروفیسر احمد شریف نامی شخص نے اذان اور نماز کے بارے میں نہایت گندی اور ناشائستہ زبان استعمال کرتے ہوئے کہا ہے کہ۔

"کیا گانے کے انداز میں منہ کھول کر چیخنا بھی کوئی عبادت ہے؟ حکومت کو چاہئے کہ اذان پر پابندی لگائے کیونکہ اس سے ہمارے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

مزید ستم یہ کہ اس پر احتجاج کرنے والے علماء کے بارے میں ہرزہ سرائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ۔

"حکومت ملاؤں کے اس گروہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرری جو مذہب کے نام پر مختلف لوگوں کو موت کی سزائیں دے رہے ہیں۔"

صرف بنگلہ دیش ہی نہیں بلکہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں بھی باقاعدہ منظم سازش کے طور پر ایسے لوگوں کی سرپرستی کی جارہی ہے تاکہ اسلام کو مطعون اور مسلمانوں کے ایمان اور عقائد کو کمزور کیا جاسکے۔ ان کی مقدس شخصیات و شعائر کے بارے میں نہایت رکیک حملے کئے جائیں تاکہ امت مسلمہ کو ان فتنوں میں الجھا کر وحدت کو پارہ پارہ کیا جاسکے۔ اسلام کے متفقہ نظریات و عقائد اور مسلمہ اصول و اعمال میں شکوک و شبہات پیدا کرکے انہیں دین بیزار کرکے باآسانی اپنا شکار بنایا جاسکے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو انہیں مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا اور اس کی امت بھی آج تک یہی فریضہ انجام دے رہی ہے۔ ہمارے خیال میں احمد شریف نامی شخص بھی اسی گروہ کا رکن رکین ہے' ورنہ کوئی مسلمان ایسی گستاخی کی جرات نہیں کرسکتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک میں ایسے لوگوں کو اس قدر جرات کیسے ہوجاتی ہے؟ اور اس کے کیا اسباب و علل ہیں؟

ہمارے خیال میں ایسے لوگوں کو جہاں اسلام دشمن طاقتوں کی سرپرستی حاصل ہے' وہاں مسلمان حکومتیں بھی اس جرم میں برابر کی شریک ہیں۔ اس لئے کہ اگر ایسے مجرموں کی بروقت سرکوبی کردی جائے اور عبرت ناک سزا دے دی جائے تو آئندہ کسی کو اس قسم کی حرکت کی ہمت نہ ہو چنانچہ اگر اسوۂ فاروقی پر عمل کیا جائے تو یقیناً اس کی نوبت ہی نہ آئے' جیسا کہ تاریخ میں ہے کہ۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص نے قرآن کریم کی خود ساختہ تفسیریں بیان کرنی شروع کردیں (جیسا کہ آج کل منکرین حدیث اور دیگر ملحدین نے رویہ اختیار کر رکھا ہے)۔ اس کی رپورٹ فاروق اعظمؓ کو موصول ہوئی۔ آپؓ نے گرفتار کرکے اس کے سر پر لوہے سے مارنا شروع کیا' یہاں تک کہ خون جاری ہوگیا۔ پھر اسے جیل بھیج دیا گیا۔ دوسرے دن پھر اس پر ایسی ہی مار پڑی۔ اسی طرح تیسرے دن پھر اس کے سر پر چوٹیں لگائی گئیں۔ آخرکار اس نے تنگ آکر عرض کی کہ اس روز روز کے عذاب سے آپ مجھے قتل ہی کردیجئے۔ یہ تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتی۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنے دماغ سے ان خیالات کو خارج کردو۔ اس نے کہا کہ میری توبہ ہے۔ آئندہ ایسے خیالات ظاہر نہیں کروں گا۔"

ایک وہ وقت تھا کہ ایسے مذہبی انتشار پھیلانے والوں کو سزائیں ملتی تھیں اور خلیفہ وقت اس کا ایسا علاج کرتا کہ اس سزا پر موت کو ترجیح دی جاتی۔ مگر آج اسلام اور مسلمانوں کی بے کسی کا یہ حال ہے کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی جھوٹے نبی کا خلیفہ بن کر اپنی خلافت کا جال پھیلائے اور اس میں عوام کو پھنسائے اور گمراہ کرے یا قرآن کریم میں تحریف کرے یا نماز' روزہ اور دوسرے شعائر اسلامی کی توہین کرے یا نئے معانی اور مفہوم پیش کرے یا انبیاء' صحابہ اور ائمہ دین کا تمسخر اڑائے ایسے لوگوں کو نہ حکومت پوچھتی ہے اور نہ سزا دیتی ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ!

ارباب حکومت اور بست و کشاد کا ملی و دینی فریضہ ہے کہ ایسے بدنہادوں کو ایسی کڑی اور عبرت ناک سزائیں دیں کہ آئندہ کسی کو اس قسم کی حرکت کی جرات نہ ہو۔

از۔ محمد نذر عثمانی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (کراچی)

تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیت

انبیاء علیہم السلام عام بشر سے صرف روحانی قوتوں میں نہیں جسمانی قوتوں میں بھی ممتاز ہوتے ہیں

ممتاز خصوصیت وحی نبوت

انبیاء کرام علیہ السلام کی سب سے ممتاز خصوصیت وحی نبوت ہے اور یہ خصوصیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبرؓ نے عمر فاروقؓ سے فرمایا کہ۔

"آؤ ہم بھی جس طرح کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمنؓ کی ملاقات کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے ہم بھی ان کی ملاقات کے لئے چلتے ہیں۔"

جب یہ دونوں حضرات ان کے گھر پہنچے تو ان کو دیکھ کر بے ساختہ ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ۔

"آپ روتی کیوں ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں اعلیٰ سے اعلیٰ عیش و آرام کا سامان موجود ہے۔"

انہوں نے فرمایا۔

"میں اس پر تو نہیں روتی کہ اتنا بھی نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آپؐ کے لئے بہتر سے بہتر راحتیں مہیا ہیں۔ رونا اس پر ہے کہ اب آسمان سے وحی کی آمد کا سلسلہ ختم ہو گیا۔"

یہ کہہ کر ام ایمنؓ نے ان دونوں حضرات (صدیق و عمر رضی اللہ عنہم) کو بھی خوب رلایا اور یہ بھی ان کے ساتھ مل کر رونے لگے۔

(رواہ مسلم و مشکوٰۃ فی باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تشریح:۔ وحی کیا ہے؟ خدا تعالیٰ سے قطعی ہمکلامی کا ایک شرف ہے جو نوع بشری میں خاص قسم کے افراد کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ قرآن کریم آپؐ کی شان بشریت کے ساتھ آپ کی اسی امتیازی صفت کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الٰہ واحد

ترجمہ۔ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے میں بشر ہوں تم جیسا۔ وحی آتی ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک ہے۔"

ہر بشر میں اس کی اہلیت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے خالق کے ساتھ بلاواسطہ ہمکلامی سے مشرف ہو سکے۔ اس لئے قدرت اپنی جانب سے اس صلاحیت کے افراد منتخب فرمالیتی ہے پھر ان کے ذریعے عام بشر تک اپنے احکام پہنچا دیتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات والا برکات چاہتی تو عام بشر میں بھی یہ استعداد پیدا فرما دیتی مگر یہ اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس کو عالم میں کافر و مسلم متقی گنہگار کی تقسیم پیدا فرما کر اپنے قہر و مہر کے کمالات کا اظہار بھی منظور تھا۔ اس لئے اگر وہ سب افراد اسی صلاحیت کے پیدا فرما دیتی تو انکار نافرمانی کا تخم دنیا سے نیست و نابود ہو جاتا پھر اس کی اطاعت کے لئے فرشتوں کی مخلوق ہی کیا کم تھی۔ دنیاوی بادشاہوں کا دستور بھی یہی ہے کہ وہ اپنے احکام کے لئے مخصوص صفات کے افراد ہی کا انتخاب فرماتے ہیں اور اپنی رعایا میں سے ہر شخص سے خود ہمکلام ہونا نہ اپنی ہی شان ملوکیت کے مناسب سمجھتے ہیں اور نہ ان کی شان رعیت کے۔ اسی طرح اللہ جل شانہ نے انبیاء کرام جیسی عظیم جماعت کو اس صلاحیت کے لئے منتخب فرمایا۔

حضرت ام ایمنؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت یعنی آزاد کردہ باندی تھیں۔ محمد شافعی ریاض الصالحین کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ام ایمنؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد ماجد (حضرت عبداللہ) کے ترکہ میں ملی تھیں اور ان کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آیا کی طرح انجام دیا کرتی تھیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ماں کی طرف عزت کیا کرتے تھے اور ان کی ملاقات کے لئے بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کتنی خوش نصیب تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور کتنی فہیم تھیں کہ خالق اور اس کی مخلوق کے مابین سلسلہ گفت و شنید کی اہمیت کو پورا سمجھ چکی تھیں اور کتنی باایمان بی بی تھیں کہ اس نعمت عظمیٰ کے گم ہو جانے کے غم میں کس طرح گھلی جارہی تھیں۔ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ بھی کسی کی یاد تازہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں جب ام ایمنؓ کا دل پارہ پارہ ہو تو یہ حضرات اس غم سے کب خالی رہ سکتے تھے۔ ام ایمنؓ کی زبان سے ایک فقرہ سننا تھا کہ ان کا پیمانہ صبر بھی چھلک پڑا اور بے اختیار اشکہائے غم ان کی آنکھوں سے بھی بہہ نکلے۔ ابھی ابھی یہ محفل یا تو مسرت و ملاقات کی ایک محفل تھی یا ذرا سی دیر میں بے ارادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں گریہ و زاری کی ایک مجلس بن گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو ہر طرح مکمل ہو چکی تھی مگر اپنے خالق کے ساتھ ہمکلامی گو بالواسطہ سہی ایسا شرف نہ تھا جس سے محرومی باایمان قلوب کے لئے غم کا پہاڑ نہ بن جاتی۔

دیکھئے صحابہ کرام کی ہر ہر گفتگو میں جہاں ذرا بھی موقعہ ہوتا ہے یہ بات کس طرح نکل چلی آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے نزدیک نبوت (وحی) کا انقطاع کیسا متفقہ اور یقینی عقیدہ تھا۔ یہاں تک کہ کسی کے دل میں وحی کی کسی قسم کے بقا کا وسوسہ بھی نہ تھا۔ خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ اس حدیث کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ خالق و مخلوق کے مابین ہمکلامی گو بالواسطہ ہو انسانیت کا بڑا شرف ہے اور یہ کہ دنیا کی عمر جب آخر ہوئی تو یہ شرف بھی ختم ہو گیا۔ اس حدیث مبارک سے یہ بات شمس و قمر کی طرح واضح ہوئی کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب اگر کوئی آدمی وحی کے سلسلہ کے جاری ہونے کا مدعی ہے تو وہ جھوٹا، دجال اور کذاب ہے جس طرح انگریز کے

خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے وحی کے جاری ہونے کا دعویٰ کیا کہ مجھ پر بھی وحی نازل ہوتی ہے اور الہامات کی بارش ہوتی ہے مثلاً"۔

"ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں۔"

(الحکم جلد ۴ ص ۶۔ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء)

ملفوظات جلد نمبر ۲ اور دوسری جگہ اپنے ان مکروہ خیالات کا یوں تذکرہ کرتا ہے کہ۔

"جس طرح حضرت مسیح و عیسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوتی تھی اس طرح اب بھی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات و مرزا ص ۹۰ ج ۳)

ایک اور جگہ یوں لکھتا ہے کہ۔

"امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۲ حصہ اول)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریرات کو پڑھ کر ایک مسلمان کے اس کے بارے میں کیا تاثرات ہوتے ہیں تو میں صرف اتنا کہوں گا کہ سوائے دجال اور کذاب کے عہدے کے اور کوئی ایسا عہدہ نہیں جس پر مرزا قادیانی بچ سکے بلکہ ابلیس اعظم بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھ کر یہ کہتا ہوگا۔

خبیث اور بے شرم دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

دست مبارک کی امتیازی خصوصیت

یوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے اعجازی کرشمے بہت سی حدیثوں میں آتے ہیں۔ انگشتان مبارک سے چشمے بھی جاری ہوئے۔ ایک اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے بھی ہو گئے اور ایک اشارہ سے مدینہ طیبہ سے ہٹ کر بادلوں نے اطراف کا رخ کر لیا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ۔

"میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نماز کے لئے آیا اور اس نے کچھ نئے طرز سے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے اس سے علیحدہ طرز پر قرات کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہو گئے تو سب مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے قرآن شریف کچھ اس انداز سے پڑھا جو مجھے نیا نیا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے شخص نے اس سے بھی الگ طرز میں پڑھا ہے۔" آپ نے ان دونوں کو پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے پھر اسی طرح پڑھ کر سنا دیا۔ آپ نے دونوں کی تحسین فرما دی۔ یہ سن کر میرے قلب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تکذیب پیدا ہونے لگی کہ کبھی کفر کے زمانے میں بھی ایسی پیدا نہ ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے شک و تردد کی اس کیفیت کو محسوس کیا جو اس وقت مجھ پر چھا گئی تھی تو اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا۔ اس کے اثر سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرے اذعان و یقین کا یہ عالم ہو گیا کہ مارے خوف کے گویا میں اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔"

(الیٰ آخرہ رواہ مسلم)

شبہات کی دنیا دلائل کے لشکروں سے کبھی شکست نہیں کھاتی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے

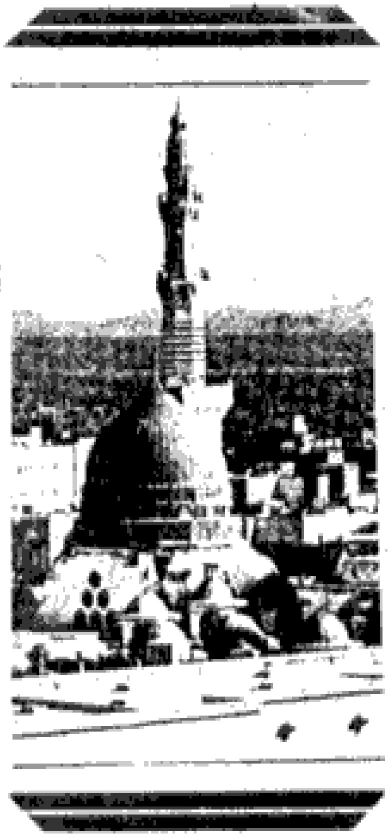

شبہات کا علاج پہلے ہی دلائل سے نہیں کیا بلکہ ان کے سینہ پر ایک ایسی بصیرت افروز ضرب لگائی کہ اس کا قلب اذعان و ایقان سے معمور ہو گیا اور نسبت احسان نے اس شدت سے ظہور کیا کہ ان کا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ شبہات سب برطرف ہو گئے اور خدا کی ذات عظیم البرکات کا جلوہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب بیمار ہوتے تو پہلے اپنے ہاتھوں پر آپ معوذات پڑھ کر دم کرتے اس کے بعد ان کو اپنے سارے جسم پر پھیر لیتے۔ جب ایسا ہوا کہ آپ کی آخری بیماری ہوئی تو میں یوں کرتی کہ معوذات پڑھ کر دم تو خود کرتی لیکن جب ہاتھ پھیرنے کا وقت آتا تو خود آپ ہی کا دست مبارک لے کر آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔"

(متفق علیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی خصوصیات تو اتنی زیادہ ہیں کہ تحریر میں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں کوئی امتیازی خاصیت ہے جو عام بشر کے ہاتھوں میں نہیں۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ۔

"انبیاء علیہ السلام جس طرح عام بشر سے اپنی روحانی قوتوں میں ممتاز ہوتے ہیں اسی طرح جسمانی طاقتوں میں بھی ممتاز ہوتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر ص ۲۵۵ ج ۴)

اور اسی طرح حافظ جلال الدین سیوطیؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے پتھروں کے نرم ہو جانے کے متعلق سوال و جواب کی شکل میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کیا کتب حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ جس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ نے کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر فرمائی تھی اس پر آپ کے قدم مبارک کا نشان پڑ گیا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک عبداللہ بن سلامؓ سے ازرقی کی تاریخ مکہ میں اس ایک روایت سند صحیح موجود ہے اور عبد بن حمید حضرت قتادہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پتھر کا نرم ہونا غزوہ خندق میں روایت کیا ہے۔"

(الحاوی ص ۱۰۸ ج ۲)

غزوہ خیبر میں جبکہ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے بیس دن ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے کئی صحابہ کرامؓ کو اس قلعہ پر حملہ کے لئے بھیجا لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آنکھیں دکھنے کی وجہ سے میں اپنے پاؤں کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک اپنے دست اقدس سے لگایا اور دعا فرمائی۔ آنکھیں فوراً اچھی ہو گئیں اور حضرت علیؓ مقابلہ کے لئے میدان میں نکل پڑے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ۔

"جب کوئی شخص بیمار پڑتا یا اس کے جسم میں کہیں زخم ہوتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مٹی میں ذرا سا لعاب مبارک ڈال کر انگلی سے ملاتے جاتے تھے اور یہ کلمات پڑھتے۔ **بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا۔**

(متفق علیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات میں یہاں آپ کے لعاب دہن کا بھی تذکرہ ہوا۔ اس کے معجزانہ کرشمے تو بے شمار ہیں۔ کسی کی آنکھ کا آشوب اور طرح

صاف ہو گیا جیسے کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی اور کسی کی شکستہ ہڈی اس طرح جڑ گئی جیسے اس میں کوئی نقصان ہی نہ ہوا تھا۔ یہاں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے سامنے مرہم و شفا کا یہ ایک عام نسخہ بھی تھا۔ سبحان اللہ کیا کمال تھا پھر اس کمال کے ساتھ کتنی فروتنی تھی اور اس فروتنی میں کتنی حقیقت تھی کہ اس مرہم کی ساری شفا کا تصور آپؐ اسی کے نام کی برکت کے ساتھ وابستہ فرماتے ہیں جو رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ غور فرمایئے کہ رسول اکرمؐ کس طرح ہر ہر موقع پر انسانی نفع و ضرر کا رشتہ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستہ سمجھتے ہیں۔

نیند کی خصوصیت

انبیاء کرام علیہ السلام اپنی بہت سی باتوں میں عام بشر سے ممتاز ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نیند کی حالت میں بھی انبیاء کرامؑ کو خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

"میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ نماز وتر پڑھنے سے قبل سوتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عائشہ صدیقہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا یعنی وہ بیدار رہتا ہے۔"

(بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں یوں ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

"ہم جو انبیاء ہوتے ہیں ہماری صرف آنکھیں ہی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل نہیں سوتے۔"

(خصائص الکبریٰ)

تشریح:۔ بیداری کی حالت میں تو عام بشر کے قلوب بھی بیدار رہتے ہیں مگر رسولؐ وہ ہوتے ہیں جن کے قلوب سونے کی حالت میں بھی بیدار رہتے ہیں۔ عام بشر جس طرح بیداری میں عام شہادت کا ادراک کرتے ہیں' انبیاء علیہ السلام حالت خواب میں بھی اس سے بڑھ کر ادراک فرماتے ہیں۔ گویا عام بشر پر جن حالات میں پوری غفلت طاری ہوتی ہے وہ ان حالات میں بھی پورے ہوشیار رہتے ہیں۔ پھر ان کے ادراک کی نوعیت بھی ہمارے ادراک سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ جس کی حقیقت سمجھنے سے بھی ہم قاصر ہیں۔ اس حالت اور ادراکات کو بھی وحی کا مقام حاصل ہوتا ہے بلکہ اس کو بھی وحی کی ایک قسم شمار کیا گیا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت میں ہوتے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک بیدار نہ کرتے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم از خود بیدار نہ ہو جائیں۔

(مسلم شریف ص ۲۴۰ ج ۱)

معلوم نہیں اس حالت میں آپؐ پر کیا کیا اسرار پنہاں منکشف ہو رہے ہوں اور آپؐ کو بیدار کر کے وہ اس میں حارج ہو جائیں۔

بخاری شریف ص ۶۹۹ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے انبیاء علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی طریقہ تھا چنانچہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جب چلتے چلتے ٹھیک مقصود پر پہنچ گئے تو ان کی آنکھ لگ گئی۔ مگر حضرت یوشع نے جو ان کے رفیق سفر تھے فرمایا **لا اوقظہ** یعنی میں آپ کو بیدار نہیں کروں گا۔ اس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام خود بیدار ہوئے تو حضرت یوشع مچھلی کے عجیب واقعہ کا ذکر کرنا بھول گئے اور آگے چل پڑے (الیٰ آخر القصہ) پھر جب ان کی نیند صرف آنکھوں تک محدود ہوتی ہے تو اسی سے انبیاء کرامؑ کی موت کا بھی کچھ اندازہ کر لینا چاہئے کیونکہ النوم اخت الموت مشہور ہے وہ بھی نیند کی طرح انبیاء پر طاری ضرور ہوتی ہے مگر عام بشر کی موت کی طرح نہیں۔ یہاں بھی انبیاء علیہ السلام کو بڑا امتیاز حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان پر زندہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

قرآن حکیم جب شہداء کی موت کے متعلق صرف اس پر کفایت نہیں کرتا کہ تم ان کو مردہ مت سمجھو بلکہ کہتا ہے کہ ان کو مردہ بھی مت کہو اور اس کی تشریح یوں کرتا ہے کہ ان کو رزق بھی ملتا ہے تو اب انبیاء علیہ السلام جو شہداء سے کہیں اونچا مقام رکھتے ہیں ان کی موت کو عام انسان کی طرح کہہ دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر یہ ظلم بھی کتنا بڑا ظلم ہے کہ صرف اس امتیاز کی وجہ سے انبیاء علیہ السلام کو جنس بشر سے خارج سمجھ لیا جائے۔ یاد رکھئے کہ رب العالمین کی بارگاہ بلند وہ ہے جس کے متعلق ارشاد ہے **لا تاخذہ سنۃ ولا نوم** وہ ایسا زندہ ہے جس کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔ پھر جس کو نیند بھی آتی ہو اور جو موت سے بھی مستثنیٰ نہ رہے اس کو خدا تعالیٰ کی کسی صفت میں شریک کر دینا کتنا بڑا شرک ہوگا۔

اصل یہ ہے کہ جن قلوب کو اللہ تعالیٰ مہبط وحی بنا لیتا

باقی ص ۲۶ پر

قادیانیت ہماری نظر میں

[illegible]

"قادیانیت ہماری نظر میں" کے بارے میں اہل علم حضرات کے تاثرات

[illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ

① مالی مجلس تحفظ ختم نبوت [illegible]

② مکتبہ سید احمد شہیدؒ [illegible]

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ

واقعات وکرامات کی روشنی میں

از: حضرت مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی مدظلہ مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

دیوبند کے ایک صاحب جو برسوں سے حضرت کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے

حضرت کے دسترخوان پر دیوبند کے ایک صاحب جو برسوں سے کھانا کھاتے تھے ایک دن آپ نے ان کو دسترخوان پر نہیں دیکھا۔ دریافت فرمایا کہ وہ صاحب کہاں ہیں۔ خدام میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت فلاں صاحب نے ان کو جھڑک دیا تھا' یہ سنتے ہی حضرت آگ بگولہ ہو گئے اور دسترخوان سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چاروں طرف آدمی دوڑا دیئے حتیٰ کہ خود ان صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور اپنے ساتھ لا کر کھانا کھلایا

کراچی جیل میں مولانا محمد علی صاحب کے پیشاب کا برتن

کراچی جیل کا واقعہ ہے۔ مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو پیشاب کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے آپ نے پیشاب کا برتن اپنے کمرے ہی میں رکھوالیا تھا۔ حضرت مدنی روزانہ علی الصباح اس پیشاب کے برتن کو صاف کر کے اسی کی جگہ رکھ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا محمد علی صاحب کی آنکھ کھل گئی تو برتن کے صاف ہونے کا راز فاش ہو گیا۔ کہ حضرت مدنی مخدوم جہاں خادم بنے ہوئے ہیں۔

اب وہ پہلے سے راجندر پرشاد نہیں ہیں

۱۹۵۵ء کا واقعہ ہے 'ڈاسنا' تحصیل غازی آباد میں جلسہ تھا۔ حضرت تشریف لے گئے تھے وہاں دہلی کے ایک صاحب نے عرض کیا' حضور یہاں سے فارغ ہو کر دہلی تشریف لے چلیں۔ حضرت نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے عرض کیا صدر جمہوریہ کے پاس چلنا ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ وہ بادشاہ ہیں' میں فقیر۔ میرا انکا کیا جوڑ' اب وہ پہلے سے راجندر پرشاد نہیں ہیں۔ اب تو وہ بادشاہ ہیں۔

کرنل انور السادات کی خواہش

مصر کے کرنل انور السادات ایک مرتبہ دیوبند آئے۔ حضرت کے ساتھ حضرت کے دسترخوان پر کھانا کھایا۔ حضرت نے ان کو دارالعلوم دیوبند دکھلایا۔ بہت متاثر ہوئے۔ پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے پھر رہے تھے آخر میں اپنی ایک خواہش کا اظہار کیا کہ میرا جی چاہتا ہے آپ کے ساتھ فوٹو کھنچوالوں۔ حضرت نے بڑی سختی سے منع فرمایا اور وہ تمام حدیثیں سنا ڈالیں جن میں تصویر کشی کی وعیدیں آئی ہیں۔

وزیر کے پاس سفارشی خط

ایک صاحب نے عرض کیا 'حضرت میرا ایک کام اٹکا پڑا ہے آپ فلاں وزیر کے پاس ایک سفارشی خط لکھ دیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا

میری اگلی رسم الفت کٹ گئی
مدتیں گذریں، زمانہ ہو گیا

ٹرین کے بیت الخلاء کی صفائی

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مدنی حج سے تشریف لا رہے تھے۔ ہم لوگ زیارت کے لئے لاہور اسٹیشن پر حاضر ہوئے۔ حضرت کے متوسلین میں صاحبزادہ عارف جھنگ بھی موجود تھے۔ جو دیوبند تک ساتھ گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ٹرین میں ایک ہندو جنٹل مین بھی موجود تھے۔ ان کو استنجے کی ضرورت پیش آئی۔ وہ پاخانے میں گئے اور الٹے پاؤں واپس آگئے۔ حضرت مدنی سمجھ گئے۔ فوراً چند سگریٹ کی ٹوٹی ہوئی ڈبیاں اور پانی کا لوٹا لے کر تشریف لے گئے اور صفائی کر کے واپس آگئے پھر ہندو دوست سے فرمانے لگے کہ آپ جائیے پاخانہ بالکل صاف ہے۔ وہ نوجوان گیا اور اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر باہر نکلا تو حضرت کے اس عمل سے بے حد متاثر ہوا۔

خدمت لینے کے بجائے خدمت کرتے ہیں

مولانا نصر اللہ خاں عزیز سابق ایڈیٹر مدینہ بجنور (اور ایڈیٹر ایشیا لاہور) باوجود اختلاف رکھنے کے لکھتے ہیں۔ حضرت مدنی ایک عظیم المرتبت عالم محدث فقیہ ہونے کے باوجود ایک ایسے رفیق سفر ہیں جو خدمت لینے کے بجائے خدمت کرتے ہیں۔ ریل گاڑی کے سفر میں وہ شدید سردی کے موسم میں بھی پہلے خود وضو کرتے ہیں اور پھر اسٹیشنوں پر اتر کر رفقاء کے لئے لوٹے میں پانی بھر بھر کر لاتے ہیں اور ان کے پاؤں دبا کر ان کو بیدار کرتے اور وضو کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ عام طور پر علماء اپنی بد مزاجی اور غیر ضروری سنجیدگی کے لئے بدنام ہیں مگر عالم اسلام میں یہ سب سے بڑی شخصیت ہروقت مسکراتی رہتی ہے۔

ایک جن طالب علم

مولانا محمد فاروق صاحب بجنوری کہتے ہیں کہ میرے کمرے میں محمد عمر مونگیری ایک طالب علم رہتا تھا اس کے جن ہونے کا انکشاف اس طرح ہوا کہ ایک دن میں نے طاق میں رکھی ہوئی ماچس اس سے اٹھوائی تو اس نے اپنی

باقی ص ۲۶ پر

تحریر۔ مسز انجمن آراء صدیقی

بنیاد پرستی کا نعرہ

مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود کی سازش

اسلام کے اصول و ضوابط رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے قابل عمل ہیں

لفظ بنیاد پرستی انگریزی لفظ Fundamentalism کا اردو ترجمہ ہے جس سے مراد ایک ایسا بے لچک انسانی رویہ ہے جسے کسی بھی قسم کے دباؤ سے تبدیل نہ کیا جاسکے۔ اس لفظ کی "ایجاد" دراصل یہود و ہنود کی مسلمانوں کے خلاف مشترکہ سازش ہے۔ جس کا مقصد اقوام عالم میں مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے۔ مگر یہ امر بھی اپنی جگہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ جن عوامل کو یہ لوگ بنیاد پرستی کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے لئے باعث فخرو انبساط ہیں۔

اسلام کے رہنما اصولوں اور عقائد کا اگر دنیا کے دوسرے مذاہب کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آج بھی ان رہنما اصولوں کی انسان کو اتنی ہی ضرورت ہے جتنی عہد جاہلیت کے انسان کو تھی اور ان سے صرف نظر انسان کو تباہی کے اندھے غار میں دھکیل دیتا ہے۔

یہ کائنات مختلف عناصر سے مل کر بنی ہے اور اس کی تخلیق خالق کائنات نے خود فرمائی ہے جس کی ذات تمام علوم و فنون کا سرچشمہ ہے اور اس کائنات میں پایا جانے والا ایک ذرہ بھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔

اس دنیا میں لاتعداد وسائل بکھرے پڑے ہیں جنہیں اکٹھا کرنے اور ان کے مناسب استعمال کے لئے انسان کو عقل و دانش کے بھرپور استعمال کے باوجود آج بھی انسان صرف انہی اسرار و رموز کو سمجھ سکا ہے جن میں مشیت ایزدی شامل ہے۔ بقول ایک فلسفی کے۔

"علم ایک سمندر ہے اور میری حیثیت ایک ایسے بچے کی سی ہے جو اس کے کنارے کھڑا اس میں کنکریاں پھینک رہا ہو۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ عقل کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہر چیز کے اسباب و علل ہوتے ہیں۔ اس کی تخلیق اور وجود کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ بعین حضرت آدم اور ان کی اولاد کو اس دنیا میں ایک خاص مقصد کے تحت بھیجا گیا اور اس خاص مقصد کی وضاحت مختلف ادوار میں بھیجے جانے والے پیغمبروں اور آسمانی صحیفوں کے ذریعے کی گئی اور آخر کار اس مقصد کی جامع اور حتمی تشریح کے لئے نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا اور اعلان کروا گیا کہ ہم نے تمہارے لئے دین کو مکمل کردیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کرہ ارض پر بسنے والے انسانوں کی رہنمائی کے لئے اپنے محبوب پیغمبر کو ہدایت فرمائی گئی کہ ان تک صحیح دین پہنچا دو۔ اسلام کو دین فطرت قرار دیا گیا اور کلمہ طیبہ' نماز' روزہ' حج' زکوۃ اسلام کی بنیادیں اور ان پر عمل انسان کے لئے باعث نجات گردانا گیا جبکہ ان پر عمل نہ کرنے والوں کو بدترین عذاب کی خبر دی گئی۔ اسلام کے پیروکاروں کو پابند کیا گیا کہ وہ کوئی قانون اور ضابطہ اپنی مرضی سے نہیں بنائیں گے کیونکہ قرآن' حدیث' اجماع اور اجتہاد کی صورت میں ان کے ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔

اسلام کے اصول و ضوابط واضح' ٹھوس' جامع اور رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے قابل عمل ہیں کیونکہ قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ یہی چیز اسلام اور اس کے رہنما اصولوں کو دوسرے الہامی مذاہب سے ممتاز کرتی ہے کیونکہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا تحریف نہیں ہوئی اور یہی ایک مسلمان کے لئے بنیاد پرستی کی ناقابل تردید اور اٹل دلیل ہے۔

جب کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے ٹھوس' واضح' مکمل اور غیر لچکدار اصول مرتب کردیئے گئے ہیں جیسے سورج کا مخصوص وقت پر نکلنا اور غروب ہونا' ہوا کا چلنا وغیرہ تو پھر اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین مذہب کے اصول و قوانین کس طرح غیر واضح' نامکمل یا لچکدار ہو سکتے ہیں۔

اگر دو پتھروں کو آپس میں رگڑا جائے تو ہمیشہ چنگاری پیدا ہوگی۔ مقناطیسی سلاخ اپنا رخ ہمیشہ شمالاً "جنوباً" رکھتی ہے۔ روشنی ہمیشہ اپنی سیدھ میں سفر کرتی ہے اور اس سفر کے دوران مختلف واسطوں سے گزرتی ہوئی اصول انعکاس و انعطاف پر عمل پیرا رہتی ہے۔ تمام اشیاء ہمیشہ مرکز ثقل کے اصول کے مطابق اوپر سے نیچے کی طرف سفر کرتی ہیں۔ اناج اگانے کے لئے ہمیشہ زمین اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں گویا دنیا کا کوئی بھی علم یا اصول موضوع بحث ہو اپنی بنیادی ساخت' کیفیت' صفت اور تناسب و امتزاج میں ہمیشہ فطری ضابطے کا مرہون منت ہوتا ہے اور یہی بنیاد پرستی اور کٹرپن کی ٹھوس دلیل ہے۔

جس طرح نظام قدرت چند ٹھوس اور اٹل بنیادوں پر قائم ہے بالکل اسی طرح تمام معاشرتی و عمرانی علوم بھی چند بنیادی اصولوں اور صداقتوں پر قائم ہیں جو دنیا کے تمام خطوں کے رہنے والے انسانوں کے عمومی و خصوصی حالات و افکار پر صادق آتے ہیں۔ البتہ چند چیزیں ایسی ہیں جو تمام خطوں میں پائے جانے والے انسانوں میں مشترک ہیں جیسے بھوک' پیاس اور دوسری انسانی ضرورتوں کی تکمیل۔ مگر یہ چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

اکیسویں صدی کی آمد آمد ہے۔ ہر طرف مادی ترقی کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ذرائع ابلاغ اور مواصلات کی جدید سہولتوں نے فاصلوں کو سمیٹ دیا ہے۔ جدت کے دلدادہ لوگوں نے مذہب کو ایک فضول چیز جانتے ہوئے یا تو بھلا دیا ہے یا اس میں اپنے مطلب کی ترمیمیں کرکے اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا ہے۔ ایسے میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو اصل رنگت اور شکل میں بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھانے کے لئے موجود ہے۔ اس کے ٹھوس اور

باقی ص ۲۶ پر

دوزخ سے مرزا قادیانی کا خط، مرزا طاہر کے نام

بڑے افسوس کی بات ہے کہ روس ٹوٹا، ریاستیں آزاد ہوئیں لیکن تم کسی بھی ریاست پر قبضہ نہ کر سکے

پیارے مرزا طاہر!

تسلیمات! کافی دنوں سے تمہیں خط لکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس شدت کا عذاب ہے کہ میری پور پور جل رہی ہے اور ہڈی ہڈی چیخ رہی ہے۔ آج دوزخ میں الٹا لٹکایا گیا ہوں اور اسی حالت میں تمہیں یہ خط تحریر کر رہا ہوں۔

پچھلے مہینے ایک قادیانی لندن سے دوزخ آیا۔ اس کے ذریعے معلوم ہوا کہ تم نے میری بکواسیات پر مشتمل ساری کتابوں کو اکٹھا کر کے "روحانی خزائن" کے نام سے لندن سے شائع کیا ہے۔ طبیعت بڑی خوش ہوئی کہ تم دجل و فریب میں مجھ سے بھی چار ہاتھ آگے ہو۔ کفر و ارتداد پر مبنی کتابوں کو اکٹھا کر کے تم نے انہیں کیا خوب نام دیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ کسی شراب خانے کے باہر مسجد کا بورڈ لگا دیا جائے۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ جہنم آتے ہوئے میرے کسی امتی کے ہاتھوں مجھے ایک سیٹ ضرور بھیج دینا۔

اسی لندنی قادیانی کے ذریعے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم پاکستان سے بھاگ کر لندن آگئے ہو اور تم نے ربوہ سے اپنا مرکز لندن منتقل کر لیا ہے۔ یہاں تم نے اربوں روپے کی زمین خرید کر "اسلام آباد" کے نام سے ایک نئی بستی آباد کی ہے اور اس میں تمہاری رہائش گاہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ پیارے! تم مقدروں کے بڑے دھنی ہو۔ ایک ہم بختوں کے مارے تھے کہ قادیان میں خاک پھانکتے تھے۔ گرمیوں میں گھر سے باہر قدم رکھتے تو جھلس جاتے اور سارے جسم پر گرمی دانے نکل آتے۔ سردی پڑتی تو ٹھٹھرے ہوئے سانپ کی طرح کمرے میں پڑے رہتے۔ برسات ہوتی تو مینڈک بن جاتے۔ گرد آلود ہواؤں کے جھکڑ چلتے تو بھوت بن جاتے۔ صبح سیر کے لئے جاتے تو راستے میں اتنی گرد اڑتی کہ واپسی پر یوں معلوم ہوتا کہ جیسے گرد میں نہا کر آئے ہیں اور تمہاری دادی کپڑے دھونے سے انکار کر دیتی۔ رات کو کہیں جانا پڑتا تو کتے کاٹتے۔ ایک تم ہو کہ تمہیں دنیا کی ہر آسائش میسر ہے۔ دولت تمہاری ہر ضرورت تمہارے گھر کی دہلیز تک پہنچا دیتی ہے۔ موسم کی چیرہ دستیاں تم پر کوئی اثر نہیں کر سکتیں۔ تمہاری کوٹھی ایئر کنڈیشنڈ، تمہارا بیت الخلاء ایئر کنڈیشنڈ، تمہاری کار ایئر کنڈیشنڈ، تمہارا آفس ایئر کنڈیشنڈ اور ایک ہم ہیں کہ جہنم کی آگ میں "ایئر کنڈیشنڈ"۔ لیکن کوئی بات نہیں بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ آنا تو تم نے بھی ہمارے ہی پاس ہے!

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک ٹیلی ویژن چینل خریدا ہے اور ڈش اینٹینا کے ذریعے اپنے ارتدادی پروگرام کو پوری دنیا میں خوب چلا رہے ہو۔ تم نے ساری قادیانی عبادت گاہوں میں ڈش اینٹینا لگا دیئے۔ جب تمہاری تقریر ہوتی ہے تو قادیانی مبلغ سادہ لوح لوگوں کو گھیر کر عبادت گاہوں میں لے جاتے ہیں اور ٹیلی ویژن پر تمہارے منہ سے نکلتے ہوئے زہر کو لوگوں کے کانوں کے ذریعے ان کے قلب میں اتارتے ہیں۔ بھئی کمال کی تدبیر نکالی ہے تم نے ارتدادی تبلیغ کی۔ میری طرف سے ڈش اینٹینا مہم پر بہت بہت شاباش۔

کل شیطان میرے پاس آیا تھا۔ وہ بہت خوش تھا اور زور زور سے قہقہے لگا رہا تھا کہ تمہارے پوتے نے میری بہت مشکلیں حل کر دی ہیں۔ پہلے مجھے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ملک ملک کے سفر پر جانا پڑتا تھا اور مسلسل سفر سے میں تھک کے نڈھال ہو جاتا تھا۔ تمہارے پوتے نے ڈش اینٹینا کے ذریعے یہ کام سنبھال کر میری ڈیوٹی سہل کر دی ہے۔ کیا خوب پوتا ہے تمہارا؟ تم تو نرے "پھتو" تھے!

اور ہاں میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تم "وائس آف اسلام" کے نام پر ایک ریڈیو اسٹیشن بھی شروع کر رہے ہو۔ بھئی بڑے استرے ہو تم! اسلام کو اسلام کے نام پر ہی لوٹ رہے ہو۔ لندن میں ارتدادی بستی بسائی تو اس کا نام اسلام آباد، ارتدادی ریڈیو اسٹیشن قائم کر رہے ہو تو اس کا نام بھی "وائس آف اسلام!" میری طرف سے ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کے منصوبے پر بھی تھپکی وصول کرو۔ جب "وائس آف اسلام" شروع کرو تم کسی ماہر موسیقار سے منظوم دھن بنوا کر کسی مشہور گلوکار سے کہنا کہ وہ میری کتاب "آریہ دھرم" کے ص ۷۶-۷۷ پر درج میرے یہ بول بہترین انداز میں گائے۔

چھچھے   چھچھے   حرام   کروانا

نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دل سے کروا چکی ہے زنا لیکن
پاک دامن ابھی بے چاری ہے
زن بیگانہ پہ یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے

پیارے! تم نے خود تو اتنی ترقی کر لی کہ ہوا کی لہروں کے ذریعے اپنی تبلیغ کر رہے ہو۔ تم اپنے تو ہر عیب پر اس خوبصورتی سے پردہ ڈالتے ہو کہ وہ خوبی بن جاتا ہے لیکن میری آج بھی چھپنے والی تصویروں میں مجھے کانا دکھایا جا رہا ہے۔ میری ایک آنکھ چھوٹی اور دوسری بڑی دکھائی جا رہی ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فوراً کسی ماہر مصور سے میری دونوں آنکھیں برابر کراؤ اور پھر میری چار رنگی تصویر چھاپ کر پوری دنیا میں تقسیم کرو۔ تاکہ ہمیں بھی پتہ چلے کہ ہمارا "خلیفہ" کسی سائنسی دور میں رہ رہا ہے۔

تمہاری بیوی آصفہ بیگم عرف آنچل مرنے کے "فوراً" بعد میرے پاس جہنم میں پہنچ چکی ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ تم شراب بہت پیتے ہو۔ تمہاری بلانوشی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تم شراب نہیں پیتے بلکہ شراب تمہیں پیتی ہے۔ اس شغل میں کمی کرو ورنہ تمہارے گردے ناکارہ ہو جائیں گے اور تم بھی میری طرح دن میں سو سو مرتبہ پیشاب کرتے پھرو گے۔ میری اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ شراب ہمیشہ ولایتی پینا، کبھی بھول کر بھی دیسی شراب عرف کتے مار کے قریب نہ جانا۔ میں خود ہمیشہ ٹانک وائن لینا۔۔۔ ولایتی شراب پیتا تھا۔ کبھی کبھی جب ہاتھ بہت تنگ ہوتا تو قادیان کی بنی ہوئی کتے مار پی لیتا تو وہ نشہ چڑھتا کہ میں گھوم گھوم جاتا۔ میری کتابوں میں یعنی "روحانی خزائن" میں جتنی بھی گالیاں ہیں وہ کتے مار کی "برکت" ہیں۔

جہنم میں آنے والے میرے امتی مجھ سے بہت لڑتے ہیں۔ چیختے چلاتے ہیں کہ ہم تو پیسے دے کر بہشتی مقبرہ میں

والے قادیانی کا استقبال کر رہے ہو۔ میں انہیں اپنی قسمیں دکھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ کیا نبی اس شکل کے ہوتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا کہ تو امام زماں تھا۔ میں کہتا ہوں نہیں میں آلام زماں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا کہ تو مسیح تھا۔ میں کہتا ہوں نہیں میں قبیح تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا کہ تو ظلی تھا۔ میں کہتا ہوں نہیں میں بھیگی بلی تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا کہ تو بروزی تھا۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں میں موذی تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا کہ تو نبی تھا۔ میں کہتا ہوں نہیں میں غبی تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا کہ تو رسول تھا۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں میں فضول تھا۔ وہ مجھے گالیاں بکنے لگتے ہیں اور جواباً میں بھی انہیں گالیاں بکنے لگتا ہے اور اس زور کا مشاعرہ گرم ہوتا ہے کہ فرشتے گرز مار مار کر ہمیں خاموش کراتے ہیں۔

ملکہ وکٹوریہ یہاں "ملکہ دوزخ" ہے۔ جنرل گریسی کی ایسی درگت بنتی ہے کہ اس کے چہرے کی گریس دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ انگریز گورنر سر فرانسس موڈی جس نے تمہیں پاکستان میں ربوہ بسانے کے لئے ۱۰۳۳ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے زمین دی تھی۔ اسے جہنم میں اتنی ہی زمین مفت دے دی گئی ہے۔ یہاں پر سر فرانسس موڈی کی شکل پنجاب کے دیہاتوں میں بیٹھنے کے لئے استعمال ہونے والے "موڑھے" کی طرح ہے۔

امریکی الیکشن میں بش ہار گیا اور کلنٹن جیت گیا۔ کیا خوب شخص تھا بش کہ عربوں کی کمر توڑ کے رکھ گیا۔ بھائی کو بھائی کا خون پلا گیا۔ تیل کے چشموں کو آگ لگوا کر عربوں کی معیشت کو جلا گیا۔ تیل اگلتی سرزمین پر اپنی فوجوں کے پہرے بٹھا گیا اور عربوں کے مابین نفرت کی ایسی سنگین دیوار چن گیا کہ ایک لمبی مدت تک وہ دیوار گرتی نظر نہیں آتی۔ سنا ہے کہ امریکہ نے سعودی عرب اور کویت میں جو اپنی فوجیں اتاری تھیں' ان میں سے کچھ فوجی ہماری جماعت کے بھی تھے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ کلنٹن سے تمہاری ملاقات ہو چکی ہے اور پرانے معاہدوں کی توثیق بھی ہو چکی ہے۔ کلنٹن بھی بش کی طرح "سمجھ دار" آدمی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں کی خوب گزرے گی۔ پیارے! امریکہ کو ہمیشہ باپ سمجھ کر عزت کرنا۔ اس کے سامنے کبھی اف نہ کرنا بلکہ ہمیشہ دم ہلانا۔ کیونکہ امریکہ ہی وہ آکسیجن ہے جس کے سہارے ہماری جماعت زندہ ہے۔ یہاں ایک بات کا شدید رنج ہوا کہ ہمارا جگری یار سٹیفن سولارز امریکی سینیٹ کا الیکشن ہار گیا۔ ہمارا زبردست حامی و مددگار تھا۔ ہماری حمایت میں اس کی تقریریں اور اخباری بیانات ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اسے مسلمانوں سے اتنی ہی نفرت تھی جتنی کسی بڑے سے بڑے یہودی کو ہو سکتی ہے۔ امریکہ میں مقیم مسلمانوں نے بڑی جدوجہد سے اسے ہرایا ہے۔ کوئی بات نہیں وہ سینیٹ کے اندر ہو یا باہر اس کی آواز میں ایک طاقت تو ہے۔

اسرائیل سے تو تمہارے تعلقات دیوار چین سے بھی زیادہ مضبوط ہیں اور اس کے بارے میں' میں تمہیں تلقین کرنا وقت کا ضیاع سمجھتا ہوں۔ مجھے اس بات کی ازحد خوشی ہوئی کہ کشمیری حریت پسندوں کو کچلنے کے لئے اسرائیل سے جو کمانڈوز بھارت کی مدد کے لئے سری نگر آئے ہیں ان کمانڈوز میں ہماری جماعت کے نوجوان بھی تھے۔ بیٹا! یہود اور ہنود کے ہم پر ان گنت احسانات ہیں اور ہمیں اسی طرح اپنے محسنوں کے احسانات کا بدلہ چکاتے رہنا چاہئے۔ ویسے بھی آپس کی خوشی' غمی میں شامل ہونے سے تعلقات مزید مضبوط ہوتے ہیں۔ بیٹا! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسئلہ کشمیر ہمارا ہی پیدا کردہ ہے۔ تقسیم ہندوستان کے وقت اگر حد بندی کمیشن کے سامنے ہماری جماعت قادیان کے لئے اپنا الگ مطالبہ پیش نہ کرتی تو ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل ہو جاتا اور کشمیر پاکستان کے پاس چلا جاتا اور پاکستان دفاعی اور معاشی اعتبار سے ایک مضبوط ملک بن جاتا۔ کشمیر کی آزادی ہماری بے عزتی اور توہین ہے۔ کشمیر کے مسئلہ پر ہمیشہ بھارت کے شانہ بشانہ کھڑے رہنا۔ کیونکہ بھارت مضبوط ہے' تو ہم بھی مضبوط ہیں!

بیٹا! روس ٹوٹا اور اس کی ریاستیں بھی آزاد ہو گئیں لیکن تم کسی بھی ریاست پر قبضہ نہ کر سکے۔ بڑے افسوس کی بات ہے لیکن مجھے یہ خبریں ملتی رہیں کہ تم نے اس مقصد کے لئے کوششیں بہت کیں اور اب بھی بڑے ہاتھ پاؤں مار رہے ہو۔ میں تو جہنم میں بھی یہ خبر سننے کے لئے بیتاب رہتا ہوں کہ دنیا میں کہیں ہماری بھی ریاست بن گئی ہے۔

کل ہی جہنم میں تازہ تازہ آئے ہوئے ایک اہم قادیانی نے مجھے بتایا کہ پاکستان میں صدر غلام اسحاق خان نے پھر قومی اسمبلی توڑ دی ہے۔ تم نے تو مجھے اطلاع نہ دی لیکن مجھے اس بات کی خبر مل گئی تھی کہ اسمبلی ٹوٹنے سے دو تین دن پہلے میرا پوتا ایم ایم احمد' صدر غلام اسحاق سے ملا تھا

باقی ص ۲۴ پر

تحریکِ ختمِ نبوّت
1974

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء' قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خاں قادیانی کی ٹی پارٹی ولسن کے پرانے شوہر کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی شیطنی ○ مگر قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا بلا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ میلہ ○ الفضل روزنامہ "چٹان" کی شیطنی ○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری ○ عنوان مرزا ناصر ○ فوج کا خفیہ آرڈر — ربوہ — ؟ ○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ جنگی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی امت ○ مرزائی گھوڑے ○ قافلہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع ٹوبہ میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ "علاقہ غیر" ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ ربوہ — سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974 ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی عورتوں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز ○ کوثر نیازی ربوہ میں ○ "شیزان" قادیانیوں کی فیکٹری ○ آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے ملاقات ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹربیونل کی کارروائی

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مضبوط جلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے
○ ختم نبوت کے کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ارسال نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھئے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: 40978

شب قدر

ہزار مہینوں سے افضل رات

ڈاکٹر محمد انوار اللہ

یوں تو انسان کی زندگی کے شب و روز اور اس کا ہر لمحہ نہایت قیمتی ہے اور اس کو گناہوں سے بچتے ہوئے زیادہ زیادہ نیک اعمال بجالانے میں صرف کرنا چاہئے۔ لیکن اللہ رب العزت نے بعض مقامات' مہینوں' دنوں اور راتوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے جس میں نیک اعمال کا اجر و ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ مثلاً" مقامات خانہ کعبہ کو' مہینوں میں رمضان المبارک کو' دنوں میں یوم جمعہ کو اور راتوں میں شب قدر کی فضیلت و بزرگی و برتری عطا فرمائی ہے۔

شب قدر رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات ہے جو بہت ہی برکت اور خیر والی رات ہے۔ قرآن پاک میں اسی کو ہزار مہینوں سے افضل کہا گیا ہے اور اس رات کی عبادت ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس رات سے محروم رہا وہ بڑا ہی بدنصیب رہا۔

لیلتہ القدر کی وجہ تسمیہ :۔

لیلہ اور قدر دونوں عربی الفاظ ہیں۔ لیلہ کے معنی رات اور قدر کے علماء نے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔

1 قدر کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے کہ اس رات میں نوع انسانی کے ہر عابد و زاہد کو اللہ رب العزت کے ہاں جو قدر و منزلت اور مرتبہ قرب عطا کیا جاتا ہے اس کی خبر اس رات کو ملا ئکتہ اللہ کو دی جاتی ہے

2 دوسری اس کی عظمت و بزرگی کی وجہ یہ بتلائی اس رات میں بندگی و اطاعت کرنے والا انسان بھی عظمت و بزرگی اور شرف والا بن جاتا ہے۔

3 چونکہ اس رات میں قدر والے فرشتے کے واسطے سے قدر والی امت کے لئے قدر والے رسول ﷺ پر قدر والی کتاب (یعنی قرآن مجید) اتاری گئی اس لئے اس رات کا نام ہی لیلتہ القدر رکھ دیا گیا۔

4 قدر کے ایک معنی تنگی کے بھی آتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے قدر علیہ رزقہ یعنی فلاں کا رزق تنگ کر دیا گیا ہے۔ چونکہ اس رات میں ملا ئکہ کثرت سے زمین پر اترتے ہیں اور ان کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے۔

5 قدر' تقدیر کے معنی بھی استعمال ہوتا ہے یعنی یہ لیلتہ التقدیر بھی کہلاتی ہے چونکہ اس شب میں سال آئندہ کے لئے روزی اور اس میں فراخی و تنگی' سردی و گرمی' بیماری اور تندرستی' قحط سالی و خوشحالی اور بھی دیگر حادثات عالم اور اہم امور کا فیصلہ اس شب میں کیا جاتا ہے اور اس رات ملا ئکتہ اللہ کو ان کے حسب مناسب امور سپرد کر دیئے جاتے ہیں اس کو فیصلہ والی رات بھی کہا جاتا ہے۔

شب قدر کیسے عطا ہوئی :۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے لباب النقول میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے اسرائیل کے ایک عابد کا ذکر فرمایا ہے جو سارا دن روزہ رکھ کر راہ خدا میں صبح سے شام تک جہاد کرتا تھا اور ساری رات صبح تک عبادت کرتا تھا اور اس نے ہزاروں مہینے مسلسل یہی عمل کیا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر تعجب ہوا اور افسوس کیا کہ ہم کو یہ نعمت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ ہماری عمریں اس قدر نہیں پہنچتیں اور ہم میں اس قدر قوت و ہمت بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے ادھر تھوڑی توجہ فرمائی ادھر فرمان الٰہی جاری ہو گیا اور سورہ قدر نازل ہوئی جس کی ایک آیت میں اس رات کو ہزار مہینوں (جس کے ۸۳ سال ۴ ماہ بنتے ہیں) سے بہتر فرمایا گیا۔ یعنی تمہیں اس شب میں عبادت کا ثواب بنی اسرائیل کے اس مرد کی ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ملے گا۔ ہزار مہینوں کے برابر نہیں فرمایا بلکہ بڑھ کر فرمایا۔ درمنثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ نے شب قدر صرف میری امت کو عطا فرمائی ہے پہلی امتوں کو نہیں۔ اندازہ فرمائیں امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام پر حق تعالیٰ شانہ کے کس قدر بے انتہا احسانات اور عنایات ہیں وہ ان کی مغفرت کے لئے بہانہ چاہتے ہیں۔

شب قدر کی فضیلت :۔

قرآن و حدیث میں شب قدر کے کئی ایک فضائل بیان فرمائے گئے ہیں۔

(1) اس رات قرآن پاک نازل ہوا (سورہ قدر) (2) حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام و قعود اور ذکر میں مشغول پاتے ہیں اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ (۳) اس رات ملا ئکہ کی پیدائش ہوئی اور جنت میں درخت لگائے گئے۔ (مظاہر حق) (۴) اس رات حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر جمع اور تیار کیا گیا۔ (درمنثور) (۵) اسی رات بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی اور اسی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے (درمنثور) (۶) اسی رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو مارے نہیں پاتے (درمنثور) (۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شب میں لوح محفوظ سے رزق' بارش' موت زندگی یہاں تک کہ حاجیوں کی تعداد نقل کر کے ملا ئکہ کو دی جاتی ہے (روح المعانی) (۸) اس رات ہر مومن پر ملا ئکہ کا سلام کرتا آیا ہے (بیان القرآن) (۹) اس رات کو ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا گیا (سورہ قدر) (۱۰) اس شب میں ایمان اور ثواب کی نیت سے کام کرنے سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)۔

شب قدر کی مذکورہ بالا فضیلت ساری رات کے لئے ہیں۔ یہ نہیں کہ شب کی کسی خاص حصہ میں یہ برکت ہو دوسری میں نہ ہو۔ اسی لئے ساری رات عبادت میں بسر کرنی چاہئے اور کوئی لمحہ ضائع نہ کرنا چاہئے۔

شب قدر کا تعین :۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی یا اپنے خانہ مبارک سے نکلے تاکہ ہمیں شب قدر کی خبر دیں اتنے میں دو مسلمان آپس میں جھگڑنے لگے اس پر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر کی خبر دینے نکلا تھا مگر فلاں فلاں آپس میں جھگڑ پڑے اور اس دوران میں وہ اٹھالی گئی یعنی اس رات کا علم مجھ سے رفع کر لیا گیا شاید تمہاری بھلائی اسی میں تھی لہٰذا اب تم اسے ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ رات میں تلاش کرو۔

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں یعنی ۲۱' ۲۳' ۲۵' ۲۷' ۲۹ میں تلاش کرو۔ زیادہ مشہور ۲۷ ویں شب ہے امام مالکؒ کے نزدیک کسی تاریخ کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا آخری عشرہ کی سب راتیں برابر ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ۲۱ ویں شب زیادہ قابل اعتماد ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ۲۹ ویں شب کو خیال فرماتی تھیں۔ حضرت ابو مروہ رضی اللہ عنہ ۲۳ ویں شب کے قائل تھے۔ حضرت ابو

تحریر۔ ایچ ساجد اعوان' ایبٹ آباد

مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت

اپنے رب کے فیصلے کا استقلال سے انتظار کریں کہ ہماری آنکھیں آپ کی پاسبان ہیں

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں' عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کمزور کرکے دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی اور مددگار پیدا کردے۔"

(سورۃ النساء ۷۵)

۱۶/مارچ ۱۸۴۶ء کا منحوس دن تھا۔ انگریز عیار ایسٹ انڈیا کمپنی کے پردہ میں سرزمین فردوس بریں جموں و کشمیر اور اس میں بسنے والے سادہ معصوم صفت مسلمانوں کی تقدیر کا سودا ایک بدقماش ڈوگرہ حکمران مسمی گلاب سنگھ کے ہاتھ پچھتر لاکھ نانک شاہی روپیہ میں کرچکا تھا۔ ۸۴۴۷۱ مربع میل کا یہ رقبہ تقریباً "۱۵۵ روپے فی مربع میل اور اس وقت کی آبادی کے حساب سے انسانوں کی قیمت سات یا سوا سات سو روپے فی کس پڑی تھی۔

یوں بے بس مرد پابہ زنجیر ہوگئے۔ بے سہارا بہنیں' اپنی غیر محفوظ عصمتوں کے بوجھ اٹھائے اندر ہی اندر گھلنے لگیں۔ معصوم بچے ماؤں کی چھاتیوں سے چمٹے اپنی نگاہیں درندہ صفت حکمرانوں کے خونی چہروں پر جمائے اپنے مستقبل کی تاریکی کے خوف سے سہمے ہوئے تھے۔ یوں یہ دور انسانیت کے چہرے پر سوالیہ نشان بن کے رہ گیا۔ ابلیس صفت حکمران ظلم و بربریت کی مسند پر بیٹھے عیاشیوں اور رنگ رلیوں میں مصروف تھے۔ مظلوم دبے ہوئے تھے' زمانہ لوح محفوظ کی صداقتوں کا آئینہ دار بنے کروٹ بدلنے کو تھا۔

اور آسمان دنیا پر یہ صدائے بازگشت گونج رہی تھی۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا

"اور اپنے رب کے فیصلے کا استقلال سے انتظار کریں کہ ہماری آنکھیں آپ کی پاسبان ہیں۔"

(سورہ ابراہیم)

سر جھکے رہے...... ظلم ہوتے رہے! سر اٹھے تو ظالموں کے پاؤں تلے سے زمین سرکنے لگی۔ یہ مختصر تمہید جس ہدف تک لانے کے لئے باندھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حق و باطل کی جو جنگ ۱۸۴۶ء کو شروع ہوئی اور ہنوز جاری ہے۔ اس جنگ میں ایک طرف کفر ہے' ایک طرف اسلام۔ شیطان کے چیلے ایک طرف' محمد عربیؐ کے غلام ایک طرف۔ جھوٹی نبوتوں کے پیروکار ایک طرف اور ختم نبوۃ کے علمبردار ایک طرف۔

حق و باطل کی اس جنگ کی بساط پر کفر کے ہاتھ میں ایک ایسا مہرہ ہے جو اپنی ظاہری صورت میں اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ درحقیقت اسلام کا سب سے خطرناک دشمن یہی رہا ہے' اس آستین کے سانپ کا نام قادیانیت ہے۔ جو یہود کی بین پر ناچتا ہے۔ خطہ جنت نظیر جموں و کشمیر میں مسلمانوں کی تحریک آزادی کے خلاف منیر انکوائری کمیشن کی یہ رپورٹ قادیانیوں کے شرمناک کردار پر ماتم کناں ہے! ملاحظہ فرمایئے۔

"اس کا تذکرہ جوزف کوبل کی کتاب (Danger of Kashmir) میں موجود ہے۔ برطانوی حکومت نے اپنی حکومت کے استحکام کے لئے ضروری سمجھا کہ شمال مغربی ہند کے ان تمام علاقوں کو براہ راست اپنے کنٹرول میں لے لے۔ جہاں اشتراکی سرگرمیاں جاری تھیں اور جہاں سے روس کے لئے مداخلت کے راستے موجود تھے اور ان سرحدی علاقوں میں ایسی وفادار جماعت کو پالا جائے جو ایک طرف آزادی کی تحریک کو سبوتاژ کرسکے اور دوسری طرف برطانوی حکومت کے لئے مخبری کے فرائض انجام دے۔ ان علاقوں کو براہ راست اپنے کنٹرول میں لینے کی راہ میں معاہدہ امرتسر رکاوٹ تھا۔ جس کے تحت مہاراجہ کی رضامندی ضروری تھی اور مہاراجہ اپنی ریاست سے دستبردار ہونے کو تیار نہ تھا چنانچہ اس کی نگاہ قادیانی جماعت پر پڑی جس کو خود انگریز نے جنم دیا تھا اور جس کی وفاداری کا بارہا تجربہ کرچکا تھا چنانچہ قادیانی جماعت نے جس نے پہلے کسی بھی تحریک میں حصہ نہ لیا تھا اور انگریز حکومت کی وفادار ترین جماعت یہی تھی اس کا اس تحریک میں حصہ لینا اس بات کی علامت تھی کہ وہ اپنے آقا کے اشارے پر ناچ رہی ہے اور انہیں کشمیر کے مفادات اور مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے کوئی دلچسپی نہیں حالانکہ اس سے پہلے عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا۔ ہندوستان بھر کے مسلمان تڑپ اٹھے۔ تحریک خلافت کا آغاز ہوا اس موقع پر قادیانی نہ صرف اس تحریک سے علیحدہ رہے بلکہ جب ترکی کو شکست ہوئی اور بغداد برطانوی قبضے میں چلا گیا تو قادیان میں جشن فتح منایا گیا اور چراغاں کیا گیا۔"

(منیر رپورٹ ص ۱۹۶)

فرنگی سامراج کی اطاعت اور فرمانبرداری قادیانیوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ انگریز سرکار کی حکم عدولی شاید قادیانیت کے ہاں اس دھرتی کا سب سے بڑا پاپ تصور کیا جاتا ہے۔ جب ہی تو وہ ہر انگریزی فرمان پر بچھے بچھے جاتے ہیں۔

مرزا غلام قادیانی کا دست راست حکیم نور الدین' مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانے سے ریاست کا شاہی طبیب چلا آرہا تھا لیکن اپنے آقا کا اشارہ پاتے ہی گرگٹ کی طرح یوں رنگ بدلا کہ جس تھالی میں ایک عرصہ تک کھاتا رہا اسی میں پیشاب کرنے لگا۔

اس ثبوت کو ممتاز احمد "مسئلہ کشمیر" کے صفحہ ۵۸ پر یوں لکھتے ہیں۔

"۱۸۸۴ء میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ والی ریاست پر حکومت برطانیہ نے یہ الزام لگایا کہ وہ برطانیہ کے خلاف روسی حکومت سے خفیہ خط و کتابت کر رہا ہے۔ حکومت برطانیہ نے اس الزام کے پیش نظر مہاراجہ کے اختیارات سلب کرکے حکومت کا انتظام ایک کونسل کے سپرد کردیا اور مہاراجہ کی سرگرمیوں پر کڑی نگرانی شروع کردی۔ برطانوی حکومت نے مہاراجہ کی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کے لئے متعدد افراد کو مامور کیا ان میں مرزا غلام احمد کے دست راست قادیانی تحریک کے اصل دماغ اور مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد پہلے نام نہاد خلیفہ حکیم نور الدین بھی تھے۔ جو اس وقت مہاراجہ کشمیر کے طبیب خاص تھے۔ حکیم صاحب نے متعدد سالوں تک انگریزوں کی جاسوسی کے فرائض سرانجام دیئے اور بالآخر مہاراجہ نے ۱۸۹۳ء یا ۱۸۹۴ء میں انہیں مشکوک قرار دے کر معزول کردیا۔"

ان حقائق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انگریزی مفادات کے لئے قادیانی جماعت نے کشمیر کی سیاست میں قدم رکھے۔ ایسا کیوں ہوا؟؟ انگریز کشمیر میں اتنی زیادہ دلچسپی کیوں لے رہا تھا؟ دراصل حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا

اسماعیل شہیدؒ کا جہاد کے لئے ہندوستان کے شمالی مغربی علاقہ کی سرحدات کو منتخب کرنا اور والی خراسان کو اس معرکہ جہاد میں شمولیت کی دعوت دینا بہت دور رس منصوبوں کا حامل پروگرام تھا۔ جسے انگریز جیسی شاطر قوت نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ پھر حضرت شیخ الہندؒ کا اپنی تحریک انقلاب کا مرکز اسی علاقے کو بنانا بھی نہایت اہم معاملہ تھا جسے انگریز معمولی واقعہ قرار نہیں دے سکتا تھا چنانچہ اس نے ضروری سمجھا کہ کشمیر کے علاقہ میں ایسی گہری سیاسی تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں جس کے بعد ان اطراف میں مسلمانوں کی کسی جمعیت کو پیر جمانے کا موقع نہ مل سکے۔ اس حکمت عملی کے رد عمل کے طور پر انگریزوں کا منشاء یہ ٹھہرا کہ وہ خشکی کے راستے سے ترکی کے ساحل تک ایک مسلسل علاقہ اپنے قبضے میں کرلیں تاکہ اس طرح بری اور بحری دونوں راستوں سے مشرق وسطیٰ اور ایشیاء کا مسلم علاقہ ان کے تسلط میں گھرا رہے۔ لیکن جب ہندوستان کی بڑھتی ہوئی تحریک آزادی اور ہندو مسلم اتحاد کے نئے دور نے کشمیر پر ہندو راجہ کے تسلط کی افادیت کو مشکوک بنادیا تو اب انگریز کو اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی اور قابل اعتماد واسطہ تلاش کیا جائے اس اعتبار سے انہیں قادیانی ٹولہ نہایت سود مند نظر آیا۔ اس لئے ایک تو وہ انہی کا تیار کردہ تھا اور پھر پوری مسلم امت سے باغیانہ طور پر علیحدہ ہوچکا تھا مگر اسلام کا ظاہری لیبل اب بھی اس پر چسپاں تھا اور چونکہ اس ٹولے کے مفادات عالمگیر مسلم مفادات کے قطعی برعکس و مخالف تھے اس لئے وہ آخری مرحلہ تک انگریزوں کے لئے قابل اعتماد ثابت ہوسکتا تھا۔ اس لئے اگر ہندو مسلم اتحاد قائم بھی رہے اور پورے ہندوستان کو سیاسی حقوق دینا بھی پڑجائیں تب بھی مرزائیوں کے اثر و غلبہ سے کم از کم یہ علاقہ باقی ہندوستان سے علیحدہ رکھ کر بھی برطانوی مفادات کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہی وہ اصل محرک تھا جو کشمیر کے مسئلہ پر مرزائیوں کو آگے بڑھانے کا سبب بنا۔

چنانچہ "اسلام اور مرزائیت" کے صفحہ ۶ پر سید عطاء المحسن شاہ بخاری لکھتے ہیں۔

"اس سیاسی گھٹن کے ماحول میں انگریز شاطر نے ایک اور چال چلی کہ کشمیری مسلمانوں کی تائید و حمایت کے لئے اپنے ہی سیاسی جاسوس مرزا محمود احمد کو آگے بڑھایا اور شملہ میں ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو کشمیر کمیٹی قائم کردی گئی۔"

مرزا محمود کے بارے میں ممتاز احمد نے "مسئلہ کشمیر" کے صفحہ ۹۵ پر لکھا۔

"یہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی تحریک کے تمام افراد میں سب سے زیادہ سیاسی بصیرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اوائل خلافت میں کئی بار کشمیر کا دورہ کیا۔ وہاں کے حالات کا چشم خود جائزہ لیا اور قادیانی تحریک کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ کشمیر کے ناپختہ ذہن اور نئی ابھرنے والی قیادت کو اپنے ساتھ ملا کر اسے اس طرح استعمال کیا جائے کہ قادیانی مقاصد کی تکمیل میں ممد و معاون ثابت ہو اور ان کے لئے کار آمد ثابت ہوسکے۔ اس کے ساتھ ہی عام مسلمانوں میں بھی قادیانیت کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔"

اس ڈرامے کو قدرت اللہ شہاب نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "شہاب نامہ" کے صفحہ ۳۶۰ اور ۳۶۱ پر تفصیل سے یوں لکھا۔

"سری نگر میں ۱۳ جولائی کی وحشیانہ فائرنگ سے سارے برصغیر کے مسلمانوں میں بھی رنج و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ سب سے پہلے لاہور میں خان بہادر رحیم بخش سیشن جج کی ملتان روڈ کی کوٹھی پر مشورہ کرنے کے لئے چند مسلمانوں کا اجتماع ہوا۔

Young meus muslim association.

کی نمائندگی کرنے کے لئے اے۔ آر ساغر بھی اس میں شامل تھے۔ اس میں طے پایا کہ ہندوستان بھر کے سربر آوردہ مسلمان اکابرین کو اکٹھا کرکے اس بارے میں کوئی متفقہ فیصلہ کیا جائے چنانچہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں فیئر ویو نام کی ایک دو منزلہ کوٹھی میں اس میٹنگ کے نتیجے میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی...... بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیر الدین محمود نے کروائی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی مرزا بشیر الدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کردیا کہ ان کی صدارت میں کمیٹی کو قائم کرکے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ اس شر انگیز پروپیگنڈے کے جلو میں قادیانیوں نے نہایت عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کردیا تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر اپنے (خود ساختہ) نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کردیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر شوپیاں میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد قادیانی بن گئی۔ پونچھ شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کرلیا۔ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پونچھ شہر پہنچے اور اپنے خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہوگئی۔"

کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانی جس گورکھ دھندے میں مشغول تھے۔ مسلمان زعماء وہ نوشتہ دیوار پڑھ چکے تھے۔ اس موڑ کو تاریخ یوں بیان کرتی ہے۔

"اس دوران کشمیر کمیٹی میں شامل ہونے والے مسلم زعماء کو اس امر کا اندازہ ہوچلا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کو مسلم کشمیریوں کے مفاد سے زیادہ اپنے جماعتی مفاد میں استعمال کررہے ہیں۔ کمیٹی کا کوئی دستور نہیں تھا۔ صدر کو غیر معمولی اختیارات حاصل تھے...... لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں مجلس احرار کے بعض رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ کمیٹی کا باقاعدہ دستور مرتب کیا جائے تو قادیانی حضرات نے اس کی بھرپور مخالفت کی۔ مرزا بشیر الدین محمود نے بطور احتجاج استعفیٰ دے دیا اور علامہ اقبالؒ کمیٹی کے نئے صدر منتخب کرلئے گئے۔ قادیانی ہی کشمیر کمیٹی کے روح رواں تھے۔ جب مرزا بشیر الدین محمود نے کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا تو دوسرے قادیانی حضرات نے بھی کمیٹی کے کاموں میں دلچسپی لینا بند کردیا اور عملاً کمیٹی کا بائیکاٹ کردیا حتیٰ کہ جو قادیانی وکیل ریاست میں مسلمانوں کے مقدمات لڑ رہے تھے وہ مقدمات کو ادھورا چھوڑ کر واپس آگئے۔"

(مسئلہ کشمیر ص ۶۸۔۶۷)

"اقبال کے ملی افکار" کے صفحہ ۲۳۴/۲۳۵ پر محمود عاصم لکھتے ہیں۔

"کمیٹی میں شامل دوسرے افراد میں علامہ اقبال نے شاید سب سے پہلے یہ بات محسوس کی کہ "جماعت احمدیہ" کشمیر کمیٹی کے اسٹیج پر اپنی پیشوائیت کا پرچم لہرارہی ہے اور کشمیری مسلمانوں کی امداد کے بجائے قادیانی جماعت اپنے خود ساختہ نبوت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ علامہ اقبالؒ نے دیکھا کہ کشمیر کے اطراف و اکناف میں قادیانی مبلغین اپنے مشن میں مصروف عمل ہیں اور انہیں کشمیر کمیٹی کے مقاصد سے زیادہ اپنے جماعتی مفادات عزیز ہیں۔ ظاہر ہے اقبالؒ جیسا عاشق رسولؐ اور دردمند مسلمان یہ کیسے برداشت کرسکتا تھا چنانچہ انہوں نے نہ صرف کشمیر کمیٹی سے قادیانی خلیفہ کو نکال باہر کیا بلکہ کچھ عرصہ بعد کشمیر کمیٹی کو ہی ختم کردیا۔"

اس کے بعد علامہ اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی کے متعلق اس تحریک کی اعانت اور سرپرستی فرمانا شروع کردی جو مجلس احرار نے بطور خود نہایت جوش و خروش سے شروع کررکھی تھی۔ شملہ والی کشمیر کمیٹی توڑنے پر علامہ اقبال نے جو بیان دیا تھا یہ اثر ہے۔

"بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے ہی گناہ سمجھتے ہیں۔ میں کسی صاحب پر انگشت نمائی نہیں کرنا چاہتا۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دل و دماغ سے کام لے اور جو راستہ اسے پسند ہو اسے اختیار کرلے۔ حقیقت میں مجھے ایسے شخص سے ہمدردی ہے جو کسی روحانی سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی مقبرے کا مجاور یا کسی زندہ نام نہاد پیر کا مرید بن جائے۔ ان حالات کے پیش نظر اس امر کا یقین ہے کہ کشمیر کمیٹی میں اب ہم آہنگی کے ساتھ کام نہیں ہوسکتا اور ہم سب کا مفاد اسی میں ہے کہ وہ موجودہ کشمیر کمیٹی کو ہی ختم

کردیا جائے۔"

(مطالعہ اقبال ص ۴۳۳ مرتبہ گوہر نوشاہی)

علامہؒ کے مندرجہ بالا بیان پر قادیانی ہتھکنڈے بطور سند پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"اس کے بعد جب مرزا بشیر الدین محمود کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہوگئے تو سر ظفر اللہ خان بھی مقدمات کی پیروی چھوڑ چھاڑ کر واپس آگئے...... چنانچہ احمدی (مرزائی) وکلاء میں سے ایک صاحب نے جو میرپور میں مقدمات کی پیروی کررہے تھے حال ہی میں اپنے ایک بیان میں واضح طور پر اس خیال کا اظہار کیا ہے انہوں نے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے۔ جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے کیا وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔"

(اقبال اور سیاست ملی ص ۱۴۰۔۱۵۹ از رئیس احمد جعفری)

کشمیر کمیٹی میں رسوا ہونے کے باوجود قادیانی کسی نہ کسی طرح کشمیر کی سیاست سے چمٹے رہے۔ گویا لہو ل کے شہیدوں میں ملنے کی کوشش تھی۔ عبدالمجید سالک "ذکر اقبال" کے صفحہ ۱۸۷ پر لکھتے ہیں۔

"شیخ عبدالحمید ایڈووکیٹ (صدر کشمیر کانفرنس جموں) ان تمام قانونی مسائل کے مرکز تھے اور علامہؒ نے مسٹر نعیم الحق کو بھی انہی کے سپرد کیا تھا۔ جب دو مقدموں کا کام مسٹر نعیم الحق کو تفویض کیا جاچکا تو میرپور سے دوسرے مقدمے کے کاغذ بھی علامہ کو موصول ہوگئے۔ وہ یہ مقدمہ بھی مسٹر نعیم الحق کو سپرد کردینا چاہتے تھے لیکن دفعتاً" انہیں معلوم ہوا کہ اس مقدمے کی پیروی چوہدری ظفر اللہ خان کریں گے چونکہ اس وقت علامہؒ کو کشمیر کمیٹی کے سلسلہ میں احمدیوں (مرزائیوں) سے سوء ظن پیدا ہوچکا تھا اس لئے علامہ "مکاتیب اقبال" کے صفحہ ۳۳۵ پر لکھتے ہیں۔

"چوہدری ظفر اللہ خان کیوں اور کس کی دعوت پر وہاں جارہے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ شاید کشمیر کمیٹی کے بعض لوگ ابھی تک قادیانیوں سے خفیہ تعلقات رکھتے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ بھی یقیناً" مرزا صاحب (مرزا بشیر الدین محمود) کے اشارے سے ہی مقدمے کی پیروی کے لئے گئے ہوں گے۔"

(ذکر اقبال ص ۱۸۸)

- اصیف اور بے شرم زمانے میں دیکھے ہیں مگر
سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

"شہاب نامہ" کے صفحہ ۲۴۳ پر قادیانیوں کے ان روایتی چالبازیوں کو محسوس کرتے ہوئے قدرت اللہ شہاب یوں رقم طراز ہیں۔

"علامہ اقبالؒ کی سرپرستی میں تحریک کشمیر کی راہنمائی مرزا بشیر الدین محمود کی کشمیر کمیٹی سے نکل کر مجلس احرار میں آگئی تو قادیانیوں نے متوازی خطوط پر اپنی کمیٹی چلا۔ کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن احراریوں کے مقابلے میں ان کی دال نہ گل سکی۔ کسی وجہ سے جس کا مجھے علم نہیں قادیانی عرصہ دراز سے کشمیر پر اپنا تسلط جمانے کا خواب دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ ریاست میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی ایجی ٹیشن میں انہیں غالباً" اپنے ان خواب پریشان کی تعبیر نظر آنے لگی تھی لیکن مجلس احرار نے ان کی تمام امنگیں اور آرزوئیں خاک میں ملادیں۔"

قادیانی جماعت کی کشمیر میں تگ و دو محض سیاست کی بنیاد پر تھی لیکن کشمیر کے لئے اپنی جدوجہد کو مذہبی رنگ دینے کے لئے کبھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کشمیر میں ہے۔ کبھی حضرت مریمؑ کی قبر کشمیر میں دریافت کرتے ہیں اور کبھی حضرت عیسیٰؑ کے کفن کے ٹکڑے انہیں کشمیر میں ملتے ہیں۔ جبکہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں ان کا نزول ہوگا۔

۲۳ جولائی ۱۹۳۱ء خطہ کشمیر پر ظلم کا نکتہ عروج تھا اور یہ قانون قدرت ہے کہ جب کوئی چیز اپنے کمال کو چھولے تو اس کا زوال شروع ہوجاتا ہے اور یہ بھی ایک عالمگیر حقیقت ہے کہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

گویا مظلوم کشمیریوں کی فریادیں عرش الٰہی تک پہنچ گئی تھیں...... اور...... سسکتے مسلمانوں کی آہیں، معصوم بچوں کے نالوں اور ماؤں، بہنوں کی پکار کا جواب عرش الٰہی سے مجلس احرار کی صورت میں آیا!

فرمان نبویؐ ہے۔

افضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر۔

ترجمہ۔ "ظالم حکمران کے سامنے کلمہ عدل کہنا افضل جہاد ہے۔" (ترمذی شریف، ابواب الفتن)

پھر چشم فلک نے دیکھا اور تاریخ نے مجلس احرار کے اس بے باک کردار کو سنہری باب کا عنوان دے کر اپنے سینے میں محفوظ کرلیا۔ شہاب نامہ کے صفحہ ۲۴۳ پر مصنف مجلس احرار کے اس عظیم کردار کو ان انمول الفاظ میں خراج تحسین پیش کررہے ہیں۔

"اکتوبر ۱۹۳۱ء میں پہلے تو احرار کے چند سرکردہ قائدین نے سری نگر جاکر مہاراجہ ہری سنگھ اور اس کے وزیراعظم سرہری کرشن کول سے مل کر افہام و تفہیم کے ذریعے معاملات سلجھانے کی کوشش کی لیکن وہ لاتوں کے بھوت تھے باتوں سے کیسے مان جاتے؟ مایوس ہوکر احراری لیڈر واپس آئے تو سارا پنجاب "کشمیر چلو، کشمیر چلو" کے نعروں سے گونج اٹھا اور آزادی کشمیر کے متوالے رضاکاروں نے سر پر کفن باندھ کر ریاست کی سرحدیں عبور کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ پہلی شورش سیالکوٹ کی جانب سے شروع ہوئی اس جیالے شہر کے مسلمانوں نے گھر گھر کو جذبہ جہاد سے پگھلا کر رکھ دیا۔ ماؤں نے بیٹوں کو، بہنوں نے بھائیوں کو اور بیویوں نے خاوندوں کو خوشی خوشی دعائیں دے کر ریاست میں داخل ہونے کے لئے رخصت کیا۔"

دوسری طرف قادیانی اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کشمیر پر قادیانی راج قائم کرنے کے لئے شب و روز سرگرداں تھے۔ مخلصین تحریک آزادی کشمیر سے ذہنی اور عملی طور پر علیحدہ ہونے کے بعد قادیانی سیاست نے غدار کشمیر شیخ عبداللہ سے گٹھ جوڑ کیا اور کشمیر پر چھانے کے لئے ایک اور ناکام حربہ استعمال کیا۔ اس حوالے کے ثبوت کے لئے اشرف عطائی کی کتاب "کچھ پریشان داستانیں، کچھ پریشان تذکرے" کے صفحہ ۱۸۱ پر مندرجہ عبارت کو یہاں نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمایئے۔

"جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک آزادی مظلومین کے لئے اکثر رقوم شیخ عبداللہ کی معرفت دی گئیں۔" نیز

"میرزا صاحب (مرزا بشیر الدین محمود) کثیر الوسائل ہونے کی وجہ سے تحریک کشمیر کی امداد کئی پہلوؤں سے کررہے تھے۔" (حرف اقبال ص ۱۸۸)

۲۵ دسمبر ۱۹۳۱ء کو "اخبار ہندوستان" ص ۷ نے قادیانی غداروں کی ان سازشی کوششوں کو یوں عبارت کیا۔

"سچ تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ تمام ایجی ٹیشن ریاست کشمیر کا تختہ الٹنے کے لئے تھا اور اس تمام جدوجہد کا مقصد صرف یہ تھا کہ ریاست کشمیر پر مرزا قادیانی قابض ہوں۔"

غیور مسلمانان ہند اپنا خون دے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے آخری دین اور آپ کی ختم نبوت کا پرچم کشمیر میں لہرانے کا عزم کئے ہوئے تھے لیکن غداران اسلام قادیانی وہی مقدس خون چاٹ کر اسلام اور مسلمانان کشمیر سے بغاوت پر تلے ہوئے تھے۔ وہ مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کا سکہ کشمیر کے طول و عرض میں جمانے کے خواب سوتے جاگتے دیکھنے لگے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے، اشاروں کنایوں میں وہ خطہ کشمیر کو اپنے لئے مسند ارشاد سمجھے بیٹھے تھے۔ مرزا بشیر الدین محمود کا یہ بیان ان حقائق پر مہر تصدیق ثبت کررہا ہے۔

"بے شک قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے لیکن اس وقت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری قوت اور ہمارے وقار کا مرکز کون سے مقام پر قائم ہوگا۔" (الفضل ۲۹ مئی ۱۹۴۳ء)

انگریز سامراج کی شہ پر قادیانی اس قدر پر امید تھے کہ سارے ہندوستان کو قادیانی راجدھانی تصور کئے بیٹھے تھے۔ اہلیان حق کی قربانیوں سے بے خبر احمقوں کی جنت کے یہ باسی لومڑی کی طرح مسلسل انگور کے گچھوں پر لپکے جارہے تھے۔

وقت گزرتا رہا...... لہو کا رنگ شوخ ہوتا رہا...... سر زمین کشمیر پر صبحیں شہیدوں کے مکھڑے چومتی رہیں...... شامیں وہ لہو اپنے دامن میں لیتی رہیں...... لیکن...... یہ خون لوح تقدیر سے ظلم کے نشانات مٹاتا چلا گیا۔

رات صبح میں ڈھلنے لگی، صرصر نسیم میں بدلنے لگی، مٹی خوشبو بن کر مہکنے لگی، خون حناء کا رنگ اختیار کرگیا۔ آزادی کے ترانے فضاؤں میں گونجنے لگے۔ اس تغیر میں دنیا کے نقشے پر شہداء کا خون پاکستان بن کر چمکنے لگا۔ یہ ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کی سہانی صبح تھی۔ لیکن جب یہ غبار چھٹا تو ہر

ذی شعور محب وطن یہ منظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا...... پاکستان کی شہ رگ پر دودھاری خنجر کشمیر اور ضلع گورداسپور پاکستان سے الگ کردیئے گئے۔ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک پر کفار کی یہ پہلی مشترکہ ضرب کاری تھی۔ یہودی' ہندو' سکھ اور قادیانی گٹھ جوڑ نے پاکستان اور اہل اسلام کی سلامتی کو ایک بار پھر خطرے میں ڈال دیا۔ اس سازش کو قدرت اللہ شہاب نے "شہاب نامہ" کے صفحہ ۳۰۷ پر یوں رقم کیا ہے۔

"۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند کے بارے میں جب ریڈ کلف ایوارڈ کا اعلان ہوا تو گورداسپور کی آبادی میں واضح مسلمان اکثریت کے باوجود اسے بغیر کوئی وجہ بتائے انتہائی شر انگیز بدنیتی کے ساتھ بھارت کو دے دیا گیا کیونکہ گورداسپور کے بغیر بھارت کو کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کرنے کا موقع ہاتھ آسکتا تھا نہ راستہ مل سکتا تھا۔"

تحریک آزادی کی تاریخ کے اوراق کو اگر پلٹ کر دیکھا جائے تو حقائق ثابت کرتے ہیں کہ مسئلہ کشمیر پیدا کرنے کے ناٹک میں مرکزی کردار قادیانی امت نے ہی انجام دیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلا ثبوت "تقسیم پنجاب" جلد ا صفحہ ۴۲۹/۴۲۸ سے دینا چاہوں گا۔

"جماعت احمدیہ شروع ہی سے تقسیم ہند کے خلاف تھی مگر قیام پاکستان جب یقینی نظر آنے لگا تو انہوں نے قادیان کو "مولد نبوت" قرار دے کر ریڈ کلف کمیشن کو ایک علیحدہ عرضداشت پیش کی۔ نیز جنرل گریسی اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے اپنی وفاؤں کا صلہ چکانے کی اساس پر پخت و پز کرتے رہے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا ایک الگ محضرنامہ پیش کیا۔ موقف یہ تھا کہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں پارٹیوں کا منشور ہمارے لائحہ عمل کے خلاف ہے۔ ہم ان سے الگ تعلق رہنا چاہتے ہیں لہٰذا قادیان کو ویٹیکن سٹی قرار دیا جائے۔ اس یادداشت پر قادیانیوں کی مبالغہ آمیز تعداد اپنے علیحدہ مذہب اور متعلقہ فوجی و سول ملازمین کی کیفیت کے علاوہ دیگر تفصیلات اور جزئیات بھی درج تھیں۔" نیز "قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو اپنا نقشہ بھی دیا جو انہوں نے ۱۹۴۰ء میں تقسیم کیا۔ اس نقشے میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے الگ ظاہر کیا گیا گو مرزائیوں کا یہ مطالبہ درخور اعتناء نہ سمجھا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں (مرزائیوں) کے میمورنڈم کا بہانہ بناتے ہوئے احمدیوں (مرزائیوں) کو مسلمانوں سے الگ قوم قرار دے دیا۔ یوں گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین اور فوجی نکتہ نگاہ سے اہمیت کے حامل علاقے بھارت کے حوالے کرنا آسان ہوگئے۔ یوں نہ صرف کشمیر پاکستان سے کٹ کر رہ گیا بلکہ اس راستے سے ہندوستان کا آہنی ہاتھ آج بھی بچے کھچے کشمیر اور ملحقہ علاقے کی شہ رگ پر ہے۔"

(قادیانی امت اور پاکستان ص۱۹' از رائے کمال)

قادیانیوں کی اسلام دشمنی جو ان کے تحت الشعور میں ہر لمحہ موجزن رہتی ہے اور جس کا عملی اظہار قادیانیوں کے کردار سے ثابت ہوتا رہتا ہے۔ اس سلسلے میں یہاں سید نور احمد ریٹائرڈ ڈائریکٹر تعلقات عامہ کی کتاب "مارشل لاء سے مارشل لاء تک" کا یہ اقتباس پیش کرتا ہوں۔

"چوہدری ظفر اللہ خاں جو مسلم لیگ کی وکالت کررہے تھے۔ خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کرچکے تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر عام مسلمانوں (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کررہی تھی) سے جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی۔ لیکن جب یہ سوال تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا۔"

مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ملک دشمنی کے سلسلے میں حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک اخباری بیان جو روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں ۷ جولائی ۱۹۶۴ء کو چھپا۔ جس سے فتنہ قادیانیت کی زہرناکیاں مزید عیاں ہوتی ہیں۔

"کیا گورداسپور کو اس لئے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا ارادہ تھا۔ اس ضمن میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں میرے لئے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا...... نیز...... لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے ہمارے لئے سخت مخمصہ پیدا کردیا۔"

نظریہ پاکستان کے انسائیکلوپیڈیا موسوم از خطبات عثمانی کے صفحہ ۲۷۷ پر پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی نے اس سازش کو یوں صفحہ قرطاس پر ثبت کرکے تاریخ کا حصہ بنادیا۔

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ گورداسپور کا ضلع اگر پاکستان میں شامل کردیا جاتا تو کشمیر خودبخود پاکستان کا حصہ بن جاتا...... پھر گورداسپور کو بھارت میں شامل کردیا گیا۔ اس طرح کشمیر پاکستان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ بالفرض اگر گورداسپور کو بھارت میں شامل کر ہی دیا گیا تھا تو کشمیر کا الحاق بھارت سے ہونا قطعی نامنطقی تھا۔"

اس اصولی موقف کی تائید ہندوؤں کے عظیم راہنما گاندھی جی بھی کرچکے تھے۔ شیخ عبداللہ نے "آتش چنار" کے صفحہ ۵۰۵ پر اسے یوں لکھا۔

"گاندھی جی نے کہا کشمیر پاکستان سے الحاق کرے۔"

اور یہ سچ ہے کہ "حسن وہ جس کا اعتراف سوکن بھی کرے۔" لیکن کیا کریں قادیانی فطرت کا "ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا۔"

قیام پاکستان کے بعد فرزندان توحید کشمیر کی آزادی کے لئے نہ صرف بے تاب تھے بلکہ سر پر کفن باندھ کر شب و روز اس جہاد میں مصروف تھے۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مجاہدین آزادی بارہ مولا تک کے علاقے پر پرچم حق لہرا چکے تھے سری نگر یہاں سے صرف ۳۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا اور راہ میں کسی قسم کی مزاحمت کے آثار تک بھی موجود نہ تھے۔ صرف چند گھنٹوں میں یہ اسلامی لشکر آگے بڑھ کر سری نگر کے ہوائی اڈے کو قبضے میں لے کر اس مظلوم ریاست کے مسلمانوں کی تاریخ کا دھارا بدل سکتا تھا۔

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

بزدل مہاراجہ ہری سنگھ مجاہدین کے خوف سے ۲۶ اکتوبر کو بھارتی حکمرانوں کی گود میں جا بیٹھا اور کشمیر کے بھارت سے الحاق کے مسودے پر دستخط کردیئے۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو اخبار نیو دہلی میں الحاق کی خبر چھپی...... اسی روز صبح نو بجے سے بھارتی افواج اور ہوائی جہازوں نے سری نگر کے ہوائی اڈے پر اترنا شروع کردیا۔ ایک ایک دن میں پچاس پچاس پروازیں یہ فرض ادا کرتی رہیں۔ ساتھ ہی گورداسپور کے راستے بھارتی افواج کی کثیر تعداد نے بھی صوبہ جموں میں مارچ کرنا شروع کردیا...... سری نگر کے ہوائی اڈے پر بھارتی افواج' اسلحہ اور ٹینک انڈین ایئر فورس کے جہازوں سے برآمد ہوتے ہی آزادی کشمیر کی جنگ کا پانسہ اچانک پلٹ گیا۔ مجاہدین کے لشکر کا زیادہ حصہ دو روز سے خواہ مخواہ بارہ مولا میں اٹکا ہوا تھا اگر اس لشکر کا تھوڑا سا حصہ بھی یلغار کرکے سری نگر ایئرپورٹ پر قابض ہوجاتا تو بھارتی افواج وادی کشمیر میں تسلط جمانے میں کسی طرح بھی کامیاب نہ ہوسکتی تھی۔ اس کے برعکس مجاہدین کی کمر ٹوٹ گئی اور ان میں ایک طرح کی بھگدڑ مچ گئی اور وہ انتہائی غیر منظم طور پر اپنے اپنے علاقوں کو لوٹنا شروع ہوگئے۔ یہ صورت حال کیوں اور کیسے پیدا ہوئی؟"

(شہاب نامہ ص ۳۰۷-۹)

قادیانی شروع دن ہی سے قیام پاکستان کے مخالف تھے۔ پاکستان اور اسلام کی ترقی اور عروج تو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اس لئے انہوں نے تحریک آزادی کشمیر کے اس نازک اور اہم ترین موقع پر بچھو کی طرح ڈنگ مارنا خطا نہ کیا اور اہالیان اسلام کے وجود میں وہ زہر اتار دیا ہے کہ آج دنیا مسئلہ کشمیر کے نام سے جانتی ہے۔ قادیانی خود غرضی' مفاد پرستی اور اس اسلام دشمنی کو قدرت اللہ شہاب نے تاریخ کے سینے سے یوں نوچا۔

"چوتھی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ بھارتی ففتھ کالم کے علاوہ قادیانیوں کے ایک منظم گروہ نے بھی اس واقعہ پر مسلمانوں کے ساتھ غداری کو عملی جامہ پہنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اصلی آزاد کشمیر گورنمنٹ تو ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو قائم ہوئی تھی۔ لیکن پونچھ میں جہاد کا رنگ بھانپ کر گلام نبی گلکار نامی ایک کشمیری قادیانی نے بیس روز قبل ہی ۴ اکتوبر کو اپنی صدارت میں آزاد جمہوریہ کشمیر کے قیام کا اعلان کردیا۔ غالباً یہ اعلان

راولپنڈی صدر کے ایک ہوٹل "ڈان" میں بیٹھ کر کیا گیا تھا۔ اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے بیٹھے مسٹر گل کار نے اپنی عبوری کابینہ بھی منتخب کر لی تھی جو زیادہ تر ایسے افراد پر مشتمل تھی جن کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ اس اعلان کے دو روز بعد ۶ اکتوبر کو مسٹر گل کار مظفر آباد کے راستے سری نگر پہنچ گیا جہاں پر اس کی ملاقاتیں شیخ عبداللہ سے بھی ہوئیں۔ اس کے بعد سری نگر میں اس کی حرکات و سکنات عام طور پر پردہ راز میں رہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ بارہ مولا سے سری نگر کی جانب مجاہدین کی پیش قدمی کی وجہ سے قادیانیوں کے اپنے منصوبے خاک میں مل گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ جنت ارضی بلا شرکت غیرے قادیانیوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ پاکستان جانے والی ہے تو انہوں نے بھی ففتھ کالم کا روپ دھار کر اس امکان کو ملیامیٹ کر دیا۔" (شہاب نامہ ص ۳۷۸-۳۸۰)

قدرت اللہ شہاب کے مندرجہ بالا اقتباس کو مزید تقویت دینے کے لئے کلیم اختر کی کتاب "شیر کشمیر" کے صفحہ ۱۳۳ کی یہ عبارت نقل کرتا ہوں۔

"محاذ کشمیر پر بھی احمدیوں (مرزائیوں) کا ایک فوجی دستہ "فرقان بٹالین" موجود تھا۔"

جو قادیانی ذریت کشمیر کمیٹی میں علامہ اقبالؒ کی زیر قیادت کشمیری مسلمانوں کے حقوق کے لئے کام کرنا توہین سمجھتی رہی کیا محاذ کشمیر پر مسلمانوں کی سلامتی اور آزادی کے لئے موجود تھی؟ ہرگز نہیں! قادیانی بدبخت آخر کشمیر پر ہی کیوں مرتے مٹتے اور ناک بھوئیں چڑھاتے رہتے ہیں؟ اس کی وضاحت چند سطور قرض جانتے ہوئے یہاں صرف مرزائیوں سے اتنا ہی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا عالم اسلام کے مصائب کشمیر کے سوا اور کسی خطہ میں نہیں؟ کیا کشمیری مسلمان ہی مسلمانان عالم میں ہمدردی کے مستحق ہیں اور کیا ریاست کشمیر کی آزادی ہی عالم اسلام کی ویرانیوں کا مسئلہ ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً "کشمیر کے علاوہ بھی دنیا میں مسلمان خون کے آنسو رو رہے ہیں تو پھر مجھے کہنے دیجئے کہ کشمیر سے متعلق قادیانیوں کا یہ کھڑاگ کشمیری مسلمانوں سے ہمدردی کی بنیاد پر نہیں بلکہ خطہ کشمیر پر قابض ہو کر قادیانیت کی پرچار اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے سے ہے!

اگر مرزائیوں کا برتاؤ اسلامی ہمدردی کی بنیاد پر ہوتا تو عراق میں برطانوی قبضے پر قادیان میں چراغاں نہ ہوتا۔

اگر ان کا برتاؤ اسلامی اخوت کی بنیاد پر ہوتا تو اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو کر فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم نہ کیا جاتا۔

اگر ان کا تعلق اسلامی جذبے کی بنیاد پر ہوتا تو مجاہدین افغانستان کے کندھے سے کندھا ملا کر جہاد کیا جاتا۔

لیکن یہاں تو ہر جگہ الٹی ہی گنگا بہتی نظر آتی ہے۔ دراصل قادیانی ذریت نے تحریک کشمیر (قبل آزادی) اور جنگ کشمیر (بعد از آزادی) میں صرف اس لئے حصہ لیا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھا کرتا تھا ان کی نگاہ میں کشمیر ہر لحاظ سے موزوں تھا۔

ایسے ہی میں مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر پر اپنا حق جتاتے ہوئے چند بے سروپا بیانات داغ دیئے جنہیں دوست محمد شاہد نے تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۹ میں مختلف مقامات پر یوں تحریر کیا۔

۱۔ وہاں تقریباً "اسی ہزار احمدی (مرزائی) ہیں۔

۲۔ وہاں مسیح اول دفن ہیں (ناقل) اور مسیح ثانی (مرزا قادیانی) کے پیروکاروں کی بڑی جماعت آباد ہے۔

۳۔ جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہو اس ملک کی فرمانروائی کا حق احمدیوں (مرزائیوں) کو پہنچتا ہے۔

۴۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام دین کو گورنر بنا کر کشمیر بھیجا تھا تو ان کے ساتھ مرزا غلام احمد کے والد طور مددگار گئے تھے۔

۵۔ حکیم نور الدین (نام نہاد) خلیفہ اول مرزا محمود کے استاد اور خسر' شاہی حکیم کے طور پر کشمیر میں ملازم رہے تھے۔

اب ان نکات پر ہی غور فرمایئے۔ کہیں اسلام یا مسلمانوں سے ہمدردی کے جذبے کی جھلک ملتی ہے؟ فقط مرزائی نظریات کی بنیاد پر ہی یہ ڈرامہ رچایا جا رہا ہے۔

پاکستان نے اپنی آزادی کے تیسرے مہینے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کشمیر کا مطالبہ کیا تو اس جنگ میں قادیانی امت فی الفور کود پڑی۔ اس نے فرقان بٹالین کے نام سے ایک پلاٹون تیار کی جو سیالکوٹ کے قریب جموں کے محاذ پر واقع گاؤں معراجکے میں متعین کی گئی۔ اس نے وہاں جو گل کھلائے الامان وہ بھی ایک ناقابل بیان داستان ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ فرقان بٹالین سر ڈگلس گریسی کی معاونت کے لئے متعین کی گئی تھی۔ یونہی اس امر سے بھی انکار ممکن نہیں کہ جنرل گریسی کی معرفت اس موقع پر بعض معلومات ہندوستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکن لیک تک پہنچتی رہیں۔ کیا اس ڈرامے کے پس منظر میں اکھنڈ بھارت کا نظریہ کارفرما نہیں تھا؟ نام آزادی کشمیر کا لیا گیا مگر پرورش کفر کی جاتی رہی۔ اس سے یہ حقیقت مترشح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ الکفر ملۃ واحدۃ اور پھر قادیانیوں کی اس کارستانی پر انہیں کشمیر میڈل دیا گیا۔ یہ وقت کا المیہ تھا۔ ۵ دسمبر ۱۹۶۵ء اور ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء کے الفضل میں اس کا ثبوت اور مکمل تفصیل موجود ہے۔

قادیانی امت کشمیر سے یوں چمٹی ہوئی ہے جیسے لکڑی سے دیمک! وہی خواجہ غلام نبی گلکار جس نے ۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ریاست کشمیر کا پہلا صدر بننے کی ناکام کوشش کی تھی مارشل لاء دور میں صدارت کے لئے انتخابات میں کے ایچ خورشید مرحوم اور موجودہ وزیر اعظم مجاہد کشمیر سردار عبدالقیوم خان کے مقابلے میں حصہ لیا اور صرف چند ووٹ حاصل کئے۔ یوں تو مرزائی امت کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا لیکن پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کی شیطنت' ملک دشمنی اپنے پورے جوبن پر دکھائی دیتی ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کی تاریخ کا ایک ورق عبارت کرنے پر مجبور ہوں۔

"ہندوستان کے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے ہماری افواج نے اکھنور اور نوشہرہ کے درمیان فوجی رسل و رسائل کی سڑک کو کاٹنے اور مناور توی کے مغرب میں خاص طور پر چھمب پر حملہ کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ' خدا جانے اس منصوبے کی بھنک ہندوستان کے کان میں کیسے پڑ گئی؟ اس کا علم یو این کمیشن والوں کو ہو گیا (شاید یہاں مصنف' چوہدری ظفر اللہ خان کو بھول گئے) کہ دسمبر کے دوسرے نصف میں کراچی سے اچانک چوہدری غلام عباس اور سردار ابراہیم کو بلاوا آگیا۔ میں بھی ان کے ہمراہ کراچی گیا۔ وہاں وزیر اعظم لیاقت علی خان کے ہاں ایک ہنگامی میٹنگ تھی جس میں وزیر خارجہ ظفر اللہ خان بھی موجود تھے۔ میں خود تو اس میٹنگ میں موجود نہ تھا لیکن بعد ازاں اس کا احوال چوہدری غلام عباس کی زبانی سنا۔ دونوں کشمیری لیڈروں کو پاکستان کے اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا کہ کشمیر میں جنگ بندی کی تجویز مان لی گئی ہے اور سیزفائر کے احکامات یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے نافذ ہو جائیں گے۔ یہ فیصلہ کشمیری لیڈروں سے مشورہ کے بغیر اور ان کو اعتماد میں لئے بغیر ہی کر لیا گیا تھا۔ غالباً" دونوں لیڈر چھمب پر حملے کی تیاریوں سے کسی قدر آگاہ تھے۔ اس لئے چوہدری غلام عباس نے دریافت کیا کہ اس خاص موقع پر جنگ بندی کا فیصلہ تسلیم کرنے میں کون سی وجوہات یا مصلحتیں ہیں؟ اس موضوع پر چوہدری غلام عباس اور چوہدری ظفر اللہ خان میں خاصی گرما گرم بحث شروع ہو گئی بلکہ تلخ کلامی تک نوبت آگئی۔ لیکن فیصلہ اپنی جگہ برقرار رہا اور دونوں کشمیری قائدین اپنا سا منہ لے کر کراچی سے واپس آگئے۔"

(شہاب نامہ ص ۴۱۲)

مندرجہ بالا پیراگراف بار بار پڑھیئے اور سر دھنیئے کہ کشمیری لیڈر تو آزادی کشمیر کی بات کر رہے تھے لیکن ظفر اللہ خان کس ضد میں تیغ پا ہونے لگے تھے۔ بات صاف ہے! قادیانیوں کو یہ پسند نہ تھا کہ کشمیر پر اسلام اور ختم نبوتؐ کا علم لہرائے۔ قادیانی یہ جان چکے تھے کہ خطہ فردوس بریں کشمیر اگر فتح ہو گیا تو قادیانی امت اپنا سا منہ لے کر رہ جائے گی کیونکہ وہ اپنی اس پیش گوئی کو مشتہر کر چکے تھے کہ "ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہوگی (پیش گوئی مصلح موعود)" قادیانی یہ جان چکے تھے کہ ایک دن آئے گا جب کشمیری مسلمان اپنے ہم عقیدہ پاکستانی بھائیوں کے ساتھ مل کر رہیں گے لیکن قادیانی اس گمان کا حتی المقدور کریڈٹ لے کر یہ سہرا اپنے سر لینا چاہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے فوج پر یلغار شروع کر دی۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ پاکستانی فوج میں منکرین جہاد قادیانیوں کی بھرمار ہے۔ ایک وقت وہ تھا جب سترہ مرزائی جرنیلوں کی ڈار کی ڈار

آگے پیچھے متعین تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب مرزائیوں کے نزدیک لوہا گرم تھا اور وار کرنا ہی مناسب تھا۔ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے مرزائی امت نے کیا کیا پاپڑ بیلے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"اس وقت تو جنرل ملک لوٹ گئے لیکن چند دنوں بعد نتھیا گلی میں ملاقات کا موقع پیدا کرلیا۔ کہنے لگے کہ میں صدر ایوب کو آمادہ کروں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کے لئے بہترین ہے یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کرپائیں گے۔"

(عجمی اسرائیل" از آغا شورش کشمیری ص ۳۴)

نیز "ڈاکٹر جاوید اقبال سے ذکر آیا تو حیران ہو کے فرمایا اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ میں صدر ایوب کو پیغام دوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لئے موزوں ہے۔ پاکستانی فوج ضرور کامیاب ہوگی۔"

(عجمی اسرائیل از آغا شورش کشمیری ص ۳۴،۳۵)

اور پھر چشم فلک نے دیکھا اور تاریخ نے اسے نوٹ کیا کہ کشمیر کے محاذوں کی جنگ میں قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان ہمیشہ مرزائی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہی ہے چنانچہ آغا شورش کشمیری عجمی اسرائیل کے صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں۔

"۱۹۶۵ء کی جنگ میں جو کشمیر سے شروع کی گئی کہ وہاں چھمب اور جوڑیاں کے محاذ پٹھانکوٹ اور قادیان کی طرف تھے ابتداء" ان محاذوں کی کمان جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی کے ہاتھ میں تھی جو سگے بھائی ہونے کے علاوہ قادیانی العقیدہ تھے۔"

کشمیر حاصل کرنے کے لئے کیا یہ قادیانوں کی Preplaning نہیں تھی؟ اور قادیانی جرنیل اور صاحب اقتدار کشمیر پر حملے کے لئے آخر کیوں بے تاب تھے؟ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل چند سطور سے ہوجانا ناگزیر ہے۔

"جنرل ملک مجھ سے جواب پا کر چلے گئے اسی اثناء میں سی آئی ڈی کی معرفت مجھے ایک اشتہار ملا جو آزاد کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہوگی۔ (پیش گوئی مصلح موعود) اور میرے لئے یہ ناقابل فہم نہ تھا کہ جنرل اختر ملک اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لئے دوڑ دھوپ کررہے ہیں۔"

(عجمی اسرائیل ص ۳۵)

۱۹۶۵ء کی جنگ کے متعلق جنرل موسیٰ لکھتے ہیں۔

"کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ جنگ قادیانوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ اس لئے کہ فوج کے ایک نہایت قابل قادیانی افسر جنرل اختر حسین ملک نے مقبوضہ کشمیر میں تسلط قائم کرنے کے لئے ایک پلاٹون تیار کی جس کا کوڈ نام جبرالٹر تھا۔ صاحبان اقتدار کے کئی افسران نے ان کی مدد کی ان میں ایم ایم احمد سرفہرست بتائے جاتے ہیں۔ جو خود بھی قادیانی بتائے جاتے ہیں اور عہدے میں بھی پلاننگ کے ڈپٹی چیئرمین ہونے کی حیثیت سے صدر ایوب کے نہایت قریب تھے۔"

(از جنرل موسیٰ My version)

۱۹۶۵ء کی جنگ سے قادیانی دوہرا فائدہ حاصل کرنا چاہتے تھے ایک کشمیر پر قبضہ۔ دوم کم از کم یہ کہ جنگ کشمیر کے ہیرو بن کر مسلمانوں کے دلوں میں جگہ پیدا کرنا۔ کشمیر قبضہ تو ان کے مقدر میں ہی نہیں اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا ہوتا تو کشمیر کمیٹی سے مرزا بشیر الدین محمود استعفیٰ بھی نہ دیتے لیکن قادیانی دوسرا فائدہ لے گئے۔ ثبوت ملاحظہ فرمایئے۔

"پنجاب میں پانچویں اور چھٹی جماعت کی تاریخ و جغرافیہ کے نصاب میں ۱۹۶۵ء کی جنگ کا ہیرو جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی کو بتایا گیا اور اول الذکر کی سہ رنگی تصویر شامل کی گئی ہے۔"

(عجمی اسرائیل از آغا شورش کشمیری ص ۳۲)

۲۷ برس گزرنے کے باوجود یہ آثار معدوم نہ ہوسکے یہ وقت کا المیہ ہے۔ چنانچہ جنرل عبدالعلی کی موت پر پاکستان قومی اسمبلی کے اسپیکر جناب گوہر ایوب خان اور ڈپٹی اسپیکر جناب نواز کھوکھر کا تعزیتی بیان افسوس ناک ہے۔

(اے پی پی)

"قومی اسمبلی کے اسپیکر گوہر ایوب اور ڈپٹی اسپیکر حاجی محمد نواز کھوکھر نے لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک کی وفات پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کیا ہے۔ اپنے علیحدہ علیحدہ تعزیتی پیغام میں انہوں نے کہا کہ پاکستانی عوام کے دلوں میں مرحوم (مرتد) چونڈہ کے ہیرو کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۹۳ء)

قادیانوں کے کردار کی روشنی میں اگر حقائق کو پرکھا جائے تو قادیانوں کی اسلام دشمنی اور ملک دشمنی کسی بھی ذی شعور پر روز روشن کی طرح عیاں ہوسکتی ہے اور پھر ایسے میں قرآن ہمیں مزید تنبیہہ کرتا نظر آتا ہے۔

"اے ایمان والو مت بھیدی بناؤ اپنے غیروں میں سے۔ وہ کمی نہیں کرتے ہیں تمہاری خرابی میں سے۔ ان کو خوشی ہے تم جس قدر تکلیف پاؤ۔ نکل پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے اور جو ان کے دلوں میں ہے وہ اس کے بھی سوا ہے۔" (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۸)

تاریخ چلا چلا کر قادیانوں کے دل کی ہیبت ناک آواز سنا رہی ہے۔ کاش! کسی دل میں اتر جائے میری بات۔

قادیانوں کی اس روایتی دو رنگی کو بیان کرتے ہوئے گلزار احمد مظاہری "قادیانی آزادی کشمیر کے دشمن" کے صفحے پر تحریر فرماتے ہیں۔

"کتنی عجیب بات ہے کہ تحریک آزادی کشمیر کو سبوتاژ کرنے کی بات وہ طبقہ کررہا ہے جس کی وجہ سے مسئلہ کشمیر نے جنم لیا اور جنہوں نے ہر موقع پر تحریک کو سبوتاژ کیا اور تقسیم کے بعد ہندوؤں کے مفادات کا تحفظ کرتے رہے۔"

اس سے یہ راز افشاء ہوا کہ تاریخ کے سینے میں یہ حقیقت پوشیدہ ہے کہ "مسئلہ کشمیر" قادیانیت کا ہی پیدا کردہ ہے۔ اب جبکہ تحریک آزادی کشمیر اپنے نقطہ عروج پر ہے اور قادیانی حصول کشمیر سے مکمل طور پر مایوس ہوچکے ہیں۔ جب ان کی ایک نہ چلی اور لومڑی کی طرح انگور کے گچھے پر لپکتے لپکتے تھک گئے تو یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ انگور کھٹے ہیں اور اب اپنے بنیادی فارمولے یعنی اسلام دشمنی کی بنیاد پر ہزاروں شہیدوں کے خون' ماؤں بہنوں اور بچوں بوڑھوں کی بے شمار قربانیوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے تحریک آزادی کشمیر کو ناکام کرنے کے لئے کمربستہ ہیں۔

اس ثبوت کے لئے قاری عبدالوحید قاسمی کشمیری کے ایک مضمون "جہاد کشمیر' اسرائیل اور قادیانی کمانڈوز کے حربے" کے نام سے جو ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۱۲ کے صفحہ ۲۰ پر ان الفاظ میں شائع ہوا' غور فرمایئے!

"جب سے مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی شروع ہوئی ہے اور وہاں کے بہادر مسلمان جہاد میں مشغول ہیں اور ہر قسم کی قربانیاں دے رہے ہیں تقریباً" پونے دو سال ہونے کو ہیں اس دن سے پاکستانی قادیانی اور غیر ملکی قادیانوں کی نظریں اس جہاد کی طرف لگی ہوئی ہیں صرف لگی ہوئی نہیں بلکہ وہ تن من دھن کی بازی لگا کر اس جہاد کو ناکام کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ان میں پاکستانی قادیانی برابر کے شریک ہیں۔ غیر ملکی قادیانی بھی اپنے کمانڈوز مختلف شکلوں میں دونوں حصوں میں بھیج رہے ہیں۔ اس کا بین ثبوت مقبوضہ کشمیر کے سری نگر کا حالیہ واقعہ ہے وہاں حریت پسندوں نے اسرائیل کے جن سیاحوں کو جو کمانڈوز تھے یرغمال بنایا ہے وہ سب کے سب قادیانی تھے اور وہاں کی فوج کے کمانڈوز تھے۔"

یہ بات تو نصف النہار کے سورج کی طرح روشن ہے کہ قادیانی بھارتی جاسوس اور ملک (پاکستان) دشمن ہیں۔ کبھی تو بھارتی حکومت انہیں ففتھ کالم کے طور پر استعمال کرتی ہے کبھی سیاحت کے بہانے یہ آستین کے سانپ ریاست کشمیر میں چھوڑے جاتے ہیں اور کبھی تو کھلم کھلا قادیانوں کی سرپرستی کی جاتی ہے۔ ۲۱ نومبر ۱۹۹۱ء کو روزنامہ جنگ لاہور میں چھپنے والی یہ خبر بھارت' قادیانی گٹھ جوڑ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"لاہور (نیوز ڈیسک) بھارتی حکومت دہلی میں اگلے ماہ قادیانوں کے ایک بڑے اجتماع کے انعقاد کے لئے قادیانوں کی مدد کررہی ہے۔ تحریک آزادی کشمیر کے مجاہدین کے مطابق لندن میں قائم قادیانوں کے ہیڈکوارٹر کو بھارتی ہائی کمشنر کے ذریعے بھارتی حکومت نے پیشکش کی تھی کہ بھارت کے کسی بھی شہر میں اجتماع کیا جائے۔ جسے قادیانوں کی اعلیٰ قیادت نے منظور کرلیا۔ بھارتی حکومت نے پاکستان میں اپنے ہائی کمیشن کو بھی ہدایت کی ہے کہ ایسے تمام قادیانوں سے تعاون کیا جائے جو بھارت میں

مجوزہ اجتماع میں شرکت کے خواہشمند ہوں۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق مبینہ طور پر پیپلزپارٹی کے ایک رہنما بھی پنجاب کے قادیانیوں کے ویزے کے حصول میں مدد کر رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق پاکستان اور یورپ میں مقیم قادیانیوں کی حمایت کرنے کا فیصلہ بھارتی حکومت نے "راء" کے مشورے پر کیا ہے تاکہ پاکستان کو کشمیر کے معاملے میں بلیک میل کیا جاسکے۔ یاد رہے کہ قادیانیوں کو ربوہ (صدیق آباد) میں ایسے اجتماعات منعقد کرنے کی اجازت نہیں ہے۔"

ادھر بھارتی چالبازوں نے بڑی چینگیں اودھر یہ دم ہلاتے پہنچ گئے اور پھر ستم یہ کہ نام ابھی تک اسلام کا لیا جارہا ہے۔ بھارتی ذرائع ابلاغ نے بھی قادیانیوں کے اس اجتماع کو مسلمانوں کے اجتماع کے نام سے مشتہر کیا۔ اگر مرزا طاہر قادیانی (قادیانیوں کا موجودہ سربراہ) اسلام اور پاکستان سے مخلص اور وفادار ہوتے تو اسلام اور پاکستان دشمن ہندو حکمرانوں کی اس پیشکش کو یکسر مسترد کردیتے لیکن انہوں نے کفر کے ہاتھ مضبوط کرکے واقعی کشمیر کے مسئلے میں پاکستان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہے...... اس سلسلے میں اپنے شاندار ماضی کے حوالے سے ایک ایمان افروز واقعہ لکھنے پر مجبور ہوں۔

"حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کے درمیان اختلاف پر قیصر کے بادشاہ نے جب حضرت علیؓ کے خلاف امیر معاویہؓ کو امداد دینے کا خط لکھا تو حضرت امیر معاویہؓ نے اس کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے لکھا۔ "او رومی کتے! تجھے یہ جرات کیسے ہوئی۔ یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے۔ اگر تو نے علیؓ کی خلافت کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا تو معاویہؓ سب سے پہلے علیؓ کا سپاہی بن کے آئے گا۔"

لیکن مرزائی احمقوں کو کون سمجھائے کہ وہ جس قدر اسلام دشمن قوتوں سے گٹھ جوڑ کرتے رہیں گے' مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے اس قدر نفرت بڑھتی رہے گی!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوۃ انٹرنیشنل کراچی جلد نمبر۹ شمارہ نمبر۳۱ نے ایک اداریہ بعنوان "کشمیر' گلگت' بلتستان میں قادیانیوں اور آغا خانیوں کی دلچسپیاں" تحریر کیا ہے۔ اس اداریے سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اب قادیانیت ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد (بھارت کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دے رہا ہے۔ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کشمیر بنے گا خود مختار کا نعرہ اپنی جگہ لگایا جارہا ہے ایسے میں قادیانیت کے خوابوں کا جنازہ نکل جانا یقینی عمل ہے) کشمیر کے مسئلہ میں آغا خانیوں کے در پہ کھڑی دستک دے رہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"اس سلسلے میں جو شخص مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کا نام یوسف بچ ہے۔ اسی نام کا شخص بھٹو دور حکومت میں ان کا سیکرٹری رہا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ ان کی ناک کا بال تھا۔ اگر یہ وہی یوسف بچ ہے تو اس کے بارے میں بھٹو دور حکومت میں بھی شکوک و شبہات پائے جاتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ وہ قادیانی ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ہمیں کہنے دیجئے کہ قادیانی جماعت نے کشمیر کو تقسیم کرنے کے لئے یوسف بچ کے روپ میں اپنی کاروائیوں کا آغاز کردیا ہے...... کشمیر میں یوسف بچ اور گلگت' بلتستان میں آغا خان فاؤنڈیشن جو کام کر رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر' گلگت اور بلتستان کے بارے میں اندر ہی اندر کوئی گڑ بھا پک رہا ہے۔" اور انشاء اللہ یہی ان کا آخری اور ناکام حربہ ثابت ہوگا۔

۱۸۴۶ء یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش کے قریب کا زمانہ تھا۔ اسی دور میں کشمیریوں پر ظلم و ستم کی ابتداء ہوئی آج جہاد کشمیر اپنے نقطہ عروج پر ہے اور کسی منزل پر پہنچنے کو ہے۔ یونہی حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ فرماتے تھے کہ مرزائیت اپنی چوتھی نسل میں جاکر ختم ہوگی۔ آج مرزا طاہر مرزائیت کا چوتھا خلیفہ کہلاتا ہے۔ شاید قدرت نے یہ میدان قائم کر رکھا ہے کہ ادھر مرزائیت ختم ہو' ادھر کشمیری مسلمان سکھ کا سانس لیں۔ تاہم یہ قیاس ہے اور حقائق چشم روشن سے دیکھے جائیں گے' لیکن اتنی بات طے ہے کہ۔

جنت ہو نہیں سکتی کبھی کفر کی جاگیر
اے وادی کشمیر' اے وادی کشمیر!

عیسائی اور مرزائی میں کیا فرق ہے؟
زیادہ تعلقات
کس سے رہنے چاہئیں؟
نیز ان کے ہمراہ کھانے کا کیا حکم ہے؟

سوال :- میں ایک پولیس مین ہوں' ہمارے محکمے میں عیسائی اور مرزائی بہت ہیں۔ ہمارا سارا دن ان سے اختلاف رہتا ہے۔ آپ ان کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ مرزائی اور عیسائی میں کیا فرق ہے۔ ان میں کس کے ساتھ زیادہ تعلقات رکھنے چاہئیں۔ کیا ان کے ساتھ مل کر کھانا جائز ہے کہ نہیں؟

(کانسٹیبل محمد علی نزد وزیر اعلیٰ ہاؤس)

الجواب بعون الوہاب

مرزائی وہ لوگ ہیں جو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کو خاتم النبیین تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ اس کے بالمقابل متنبی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے۔ اس بناء پر جملہ اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ یہ لوگ مرتد اور دین اسلام سے خارج ہیں۔ ان سے میل ملاقات اور راہ و رسم رکھنا غیرت اسلامی کے منافی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ و قد کفروا بما جاء کم من الحق۔

(سورۃ الممتحنۃ آیت۱)

ترجمہ۔ "مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دین) حق کے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں۔"

اور عیسائی وہ لوگ ہیں جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی پیروی کے دعویدار ہیں۔ جبکہ فی الواقع انہوں نے تعلیمات مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کو پس پشت ڈال کر ان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے چنانچہ یہ لوگ عقیدہ الوہیت مسیح اور نبوت کے قائل ہیں جس کی تردید قرآن کے متعدد مقامات پر موجود ہے۔ مثلاً" فرمایا۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔

(سورۃ المائدہ آیت ۷۲)

ترجمہ۔ "وہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰ) مسیح اللہ ہیں۔"

نیز فرمایا۔

و قالت الیھود عزیر ابن اللہ و قالت النصری المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم

(سورۃ التوبہ آیت۳۰)

ترجمہ۔ "اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔"

ان لوگوں کے عقائد اگرچہ محرف ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن نے ان کے ساتھ قربت کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا و لتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصری۔

(سورۃ المائدہ آیت۸۲)

ترجمہ۔ "(اے پیغمبر) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں کے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔"

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ مرزائیوں کی نسبت عیسائیوں سے ہمدردی انسب ہے۔ پھر مرزائیوں کے ہمراہ کھانا تو قطعاً" ناجائز ہے۔ کیونکہ وہ مرتد غیر مسلم ہیں جبکہ عیسائیوں کے ساتھ کھانے کی اگرچہ گنجائش موجود ہے بشرطیکہ موجود حلال ہو۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ موجودہ حالات میں اس سے بھی پرہیز کیا جائے۔ حدیث میں ہے۔ **الاسلام یعلوا ولا یعلی علیہ۔**

از۔ محمد رضوان ندوی

کیا فتح و شکست کا معیار تعداد اور اسلحہ ہیں؟

تقویٰ تمام کاموں کی روح اور اعمال کی قبولیت کا مدار ہے

یا ایھا الذین امنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون ○

(سورۃ آل عمران آیت ۲۰۰)

"اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔"

یہ سورۃ آل عمران کی آخری آیت ہے۔ آج دنیا کے مسلمان جن حالات و مشکلات سے دوچار ہیں۔ ان سے عہدہ برا ہونے کے لئے اس آیت میں جامع ترین ہدایات دی گئی ہیں۔ یہ ہدایات چار چیزوں کو اپنانے اور ان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے لئے دی گئی ہیں۔ پہلی چیز صبر ہے۔ صبر کے معنی ذلت کو قبول کرنے اور سپر اندازی اختیار کرنے کے نہیں ہیں جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں بلکہ اس کے معنی روکنے کے ہیں اور قرآن کی اصطلاح میں نفس کو اس کے مزاج کے خلاف چیزوں پر جمائے رکھنا گھبراہٹ' مایوسی' احساس کمتری سے اپنے آپ کو بچانا پورے اطمینان قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عہد پر قائم رہنا۔ اس کے وعدوں پر یقین رکھنا اور تمام آلام و مصائب کو برداشت کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود پر پہنچ جانا۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں مومنین کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"اور تنگی میں' تکلیف میں' اور میدان جنگ میں صبر کرنے والے ثابت قدم رہنے والے۔"

(سورۃ بقرہ آیت ۱۷۷)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صبر کا تعلق انسان کے اخلاق و کردار سے ہے۔ انسان کے اندر اگر حالات کے مقابلہ میں ڈٹے رہنے کی صفت موجود نہ ہو تو وہ دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کر سکتا لیکن یہ صفت آسانی سے پیدا نہیں ہوتی اس کے لئے نفس کو مارنا پڑتا ہے۔ مزاج کے بالکل خلاف چلنا پڑتا ہے۔ اللہ کے نیک اور سچے بندوں کی زندگی کو نمونہ بنانا پڑتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کو اپنا قائد تسلیم کرنا اور اپنی زندگی کو ان کی سیرت کے سانچے میں ڈھالنا پڑتا ہے جس فرد اور جس معاشرہ کو یہ چیز حاصل ہو جائے۔ اس کے بڑھتے قدم دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت نہیں روک سکتی۔ جو راستہ روکے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔

ہم مسلمانوں کو سب سے پہلے صفت صبر پیدا کرنا ہوگی اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم سب نماز قائم کرنے والے بن جائیں۔ صحیح راہ پر چلنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک سے مدد مانگتا رہے۔ جس کی بہترین صورت نماز ہے۔ نماز وہ صفت ہے جو سخت سے سخت آزمائش میں بھی پائے ثبات میں لغزش نہیں پیدا ہونے دیتی۔ جب بھی مسلمان کے پاؤں لڑکھڑانے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو گرنے سے بچالیتا ہے۔ نماز ہی اپنی کمزوریوں کو دیکھنے' اپنی بیماریوں کو سمجھنے اور نام نہاد قائدین کا احتساب کرنے اور ان کی اصلاح کرنے یا ان کو راستہ سے ہٹا دینے کی دعوت دیتی ہے کہ اس کے بغیر قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں۔ وہ لوگ امت اسلامیہ کے قائد نہیں ہو سکتے۔ جن کے یہاں تعریف و تنقید کا پیمانہ اسلام اور مسلمانوں کا نفع و نقصان نہیں رہا بلکہ اپنے کارنامے' سیاسی پروپیگنڈہ' اخبار نویسوں اور سیاست دانوں کا خراج تحسین اور اس طرح کی دوسری سطحی اور ظاہری شکلیں رہ گئی ہیں۔ مسلمانوں کا قائد صرف وہ ہو سکتا ہے جس کے اندر ایمان ہو' صبر ہو اور نمازوں کا اہتمام ہو' دینی حمیت ہو' اسلامی غیرت ہو اور اسلام اور مسلمانوں کا نفع و نقصان اس کے پیش نظر ہو۔

دوسری چیز مصابرت ہے۔ مصابرت صبر سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا۔ اس لئے کہ شکست و فتح کا معیار تعداد اور اسلحہ نہیں بلکہ اخلاق و کردار کی بلندی ہے۔

تیسری چیز مرابطہ ہے۔ قرآنی اصطلاح میں مرابطہ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اول اسلامی سرحدوں کی حفاظت تاکہ دشمن اسلامی سرحد کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرات نہ کر سکے۔ اسلامی سرحدوں کی حفاظت میں زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے جن آلات کی ضرورت پڑے ان کا فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔ گویا کہ قرآنی آیت مصابرت کی ہدایت کے بعد مرابطت کی ہدایت میں اخلاقی تیاری کے ساتھ مادی تیاری کرنے کا حکم دے رہی ہے۔

دوسرے معنی نماز جماعت کی ایسی پابندی کہ مسلمان ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہے۔ حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمان کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں دو چیزیں بتاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرمادیں اور تمہارے درجات بلند کریں۔ دو چیزیں یہ ہیں۔

وضو مکمل طور پر کرنا۔ اگرچہ سردی یا کسی زخم وغیرہ کی وجہ سے اعضا وضو کا دھونا مشکل نظر آرہا ہو اور مسجد کی طرف کثرت سے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پھر فرمایا یہی مرابطت ہے۔ رباط فی سبیل اللہ ہے۔

چوتھی چیز تقویٰ ہے۔ گناہ سے اس کے برے نتائج اور خدا کے غضب کے ڈر سے بچتے رہنا۔ اسی کو دل کی تندرستی کہتے ہیں۔ دل تندرست ہے تو سب کچھ تندرست ہے۔ یہیں سے علم و عمل کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ تقویٰ تمام کاموں کی روح اور اعمال کی قبولیت کا مدار ہے۔ یہی چیز تمام دین کا خلاصہ اور مقصود ہے۔ آخر میں فرمایا کہ مسلمانوں یہ صفات اپنے اندر پیدا کرو تاکہ تم دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب و کامران ہو۔

اے اللہ! ہم سب مسلمانوں کو مذکورہ صفات اپنانے اور شریعت اسلامی پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین) ●

جاپانی پھل

حیرت انگیز فوائد کا حامل

از۔ حکیم محمد طارق محمود چغتائی گولڈ میڈلسٹ'
احمد پور شرقیہ

خالق لایزال نے ارض پاک کو بے مثال انعامات سے از کر بندگان حقیر پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ پاکستان میں رب العزت نے ہزاروں پھل اور خشک میوے پیدا فرمائے بلکہ بعض پھل عالمی شہرت رکھتے ہیں جو کسی اور ملک میں پیدا نہیں ہوتے۔

ٹماٹر کی طرح نرم' پیلے گہرے رنگ میں درخت پر لگنے والے پھل کو جاپانی پھل کہتے ہیں۔ اکتوبر' نومبر' دسمبر کے آخر تک اس کا خوب عروج ہوتا ہے۔ خوب پکا ہوا پھل

لذیذ میٹھا ہوتا ہے جبکہ کچا سخت اور کسیلا خشک ہوتا ہے۔ جو فوائد پکے ہوئے پھل میں ہیں وہ کچے اور سخت پھل کے اندر نہیں ہیں۔

سوات' کشمیر' دیر کے علاقے اس نعمت سے مالا مال ہیں۔ سفر کے دوران بندہ نے جب اس پھل کا درخت دیکھا تو حیران رہ گیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ جاپانی پھل کا درخت ہے۔ اس پھل کو علاقائی لوگ مزے سے کھاتے ہیں لیکن بڑے شہروں کے لوگ اس کے فوائد سے لاعلم ہیں بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم جب اس پھل کے بارے میں بولے تو الفاظ میں لاعلمی ہی تھی اور کچھ نہ تھا۔ اس پھل کے فوائد افادہ عام کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

ایک محفل میں ایک بوڑھے بزرگ فرمانے لگے۔ حکیم صاحب آپ کا سفر میں کچھ فائدہ بھی ہے۔ میں نے پوچھا خیریت تو ہے۔ فرمانے لگے کہ رات سے اسہال مروڑ لگے ہوئے ہیں حتیٰ کہ اب تو چلا بھی نہیں جاتا۔ سخت کمزوری ہوگئی ہے وہ جگہ ایسی تھی جہاں دوائی ملنا ناممکن تھا لیکن بازار میں میں نے جاپانی پھل دیکھا تھا۔ فوراً" کہا کہ دو عدد جاپانی پھل کھالیں ہر دو گھنٹے بعد اس طرح کھاتے رہیں اور کھانا کچھ نہ کھائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسری خوراک کے بعد اس کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

ایک صاحب عہدے کے لحاظ سے باوقار اور بڑے تھے۔ عرصہ دراز سے معدے کے زخم' تیزابیت کا شکار تھے۔ بہت علاج کرایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ میں نے جاپانی پھل صبح' دوپہر اور شام کھانے کو کہا۔ فوراً" مان گئے۔ ساتھ کچھ ادویات بھی دیں۔ چار روز کے بعد ٹیلی فون پر بات ہوئی تو کہنے لگے کہ بہت افاقہ ہے۔ میں نے مزید استعمال کا کہا۔ کچھ عرصے کے بعد موصوف بالکل تندرست ہوگئے۔

ایک بہت بڑے دربار کے متولی دستوں کی شکایت میں مبتلا تھے۔ کبھی کبھی خون بھی آجاتا اور آؤں بھی لیکن مروڑ ان کی جان کنی کا باعث بنی ہوئی تھی۔ بے چارے بہت لاچار اور قابل ترس تھے۔ بیرون ملک تک چکر لگا چکے تھے لیکن وقتی فائدے کے بعد پھر وہی تکلیف۔ میرے پاس تشریف لائے تو چال میں لڑکھڑاہٹ' سخت کمزوری تھی۔ میں نے تسلی دی اور مناسب ادویات کے ساتھ جاپانی پھل بکثرت کھانے کو کہا۔ آٹھ یوم کے بعد موصوف خود بغیر سہارے کے تشریف لائے۔ پہلے دستوں کی کثرت تھی' اب وہ کیفیت نہیں رہی بلکہ بتدریج کمی ہوتے ہوتے اب آدھا مرض باقی رہ گیا ہے۔ بندہ نے ادویات میں تبدیلی کے بعد جاپانی پھل مسلسل کھانے کو کہا۔ الحمدللہ مریض تندرست ہوگیا ہے۔

ایک غریب آدمی کہنے لگا کہ ادویات کھا کھا کر تنگ آگیا ہوں لیکن مروڑ نہیں جاتے اور سخت تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ جاپانی پھل دن میں چار عدد کھائیں۔ ان کو اس پھل کی پہچان ہی نہ تھی۔ میں نے متعارف کرایا۔ اس نے اس کو مسلسل ۸ ہفتے استعمال کیا اور شفایاب ہوگیا۔

مذکورہ کچھ واقعات قارئین کے افادہ کے لئے قرطاس ابیض پر رقم کئے ہیں۔ دراصل یہ پھل اعلیٰ درجے کا ہاضم اور وٹامن سی سے بھرپور ہے۔

عورتوں میں لیکوریا کی کیفیت میں یہ فوائد میں مسلم ہے۔ کئی عورتیں لاتعداد ادویات کھا کر بھی مریضہ تھیں لیکن جب اس پھل کو شروع کیا تو اس کے فوائد کی گرویدہ ہوگئیں۔ یہ پھل اس کیفیت کے لئے بھی موثر ہے جس میں عورت کو بچہ دانی باہر نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

بڑی بڑی مرض میں اس کے فوائد تجربات سے ثابت ہے۔ ایک دور تھا کہ اس مرض پر قابو پانا مشکل ترین تھا لیکن جاپانی پھل نے اس مشکل کو حل کردیا ہے۔

آنتوں کے زخم' السر' چھوٹی آنت کا السر' معدے میں تیزابیت اور ڈھیلا پن حتیٰ کہ جب پاخانے کے راستے مسلسل خون جاری ہو اس کا استعمال فوری فوائد کا حامل ہے۔

بعض مریض ایسے ہیں جو پاخانے میں خون کی آمیزش اور بعض ایسے ہیں جو جب بھی پاخانے کے لئے بیٹھتے ہیں تو خون ہی خون نکلتا ہے۔ اس طرح بعض عورتوں کو خون حیض کی زیادتی ہوتی ہے تو مذکورہ دونوں مریضوں کو جاپانی پھل ۲ عدد ہر تین گھنٹے بعد استعمال کریں لاجواب نسخہ ہے۔

نکسیر کا خون اگر بار بار بہتا ہو اور اس خون کی وجہ سے دماغ کمزور ہوجاتا ہو۔ اگر جاپانی پھل استعمال کرایا جائے تو مریض دنوں میں تندرست ہوسکتا ہے۔

الغرض یہ پھل اعلیٰ درجے کا حابس اور مفرح بدن ہے۔ جسم کی وافر رطوبات کو جذب کرتا ہے اور ان کو پیشاب کے راستے خارج کرتا ہے۔

(نوٹ) توجہ طلب امور کے لئے جوابی لفافہ ساتھ ارسال کریں۔

اللہ میاں کے نام

از۔ افضل حسین' ایم اے۔ ایل ٹی

ایک بچہ منا منا۔ بچے کا نام اختر تھا۔ اختر یتیم تھا اس کے ابا مرگئے تھے۔ صرف اماں تھیں۔

ایک دن کی بات ہے اختر مدرسے گیا۔ مدرسہ کے سب بچوں کے پاس پڑھنے لکھنے کا سامان تھا۔ اختر کے پاس کچھ نہیں تھا۔ سب کے کپڑے اچھے تھے۔ اختر کے کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ اختر منہ بسورتا گھر پہنچا۔

امی نے رونی صورت دیکھی تو پوچھا۔

"میرے لعل! کیوں رو رہے ہو؟"

اختر بولا۔

"امی جان! سب کے ابا بڑے اچھے ہیں۔ اپنے بچوں کے لئے اچھے اچھے کپڑے بنوا دیتے ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا سارا سامان لادیتے ہیں۔ ہمارے ابا کیوں نہیں بھیجتے؟ آپ پتہ بتادیں میں ان کو خط لکھوں گا۔"

"بیٹا! وہ تو مرگئے۔" امی نے جواب دیا۔

"تو پھر ہم کو کما کر کھلاتا کون ہے؟" اختر نے پوچھا۔

"ہم کو سب کچھ اللہ میاں دیتے ہیں۔" امی نے کہا۔

اختر بولا۔

"اچھا اللہ میاں کا پتہ بتادو۔ میں ان کو خط لکھ دوں۔"

امی نے پتا بتادیا۔ اختر نے اللہ میاں کو خط لکھا۔

پیارے اللہ میاں! السلام علیکم

میرے پاس نہ تو کتابیں ہیں اور نہ قلم دوات۔ کپڑے بھی پھٹ گئے ہیں۔ آپ میرے لئے یہ سب چیزیں بھیج دیں۔ ہمارے ابا مرگئے۔ امی کہتی ہیں ہم کو سب کچھ آپ دیتے ہیں۔ آپ کو چھوڑ کر ہم کس سے مانگیں۔ فقط

آپ کا بندہ اختر

اختر نے خط بند کیا اور لفافہ پر پتہ لکھا۔

بخدمت جناب اللہ میاں'

مقام عرش'

ملک آسمان۔

خط لے کر ڈاک خانے پہنچا۔ لیٹر بکس میں ڈالنا چاہا سوراخ اوپر تھا۔ ہاتھ پہنچ نہ سکا۔ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ایک بڑے میاں آرہے تھے۔ اختر نے ان سے خط ڈالنے کو کہا۔ بڑے میاں نے خط ہاتھ میں لیا۔ پتہ دیکھا۔ پوچھا خط میں کیا لکھا ہے۔ اختر نے بتایا تو بڑے میاں اس کے بھولے پن پر مسکرائے۔ گھر آئے۔ ایک جوڑا کپڑا بنوایا۔ پڑھنے لکھنے کا سامان خریدا۔ تھوڑی سی مٹھائی لی اور لے کر اختر کے گھر پہنچے اور بولے۔

"کیوں بیٹے اختر! تم نے اللہ میاں کو خط لکھا تھا۔ دیکھو اللہ میاں نے تمہارے لئے کتنی اچھی اچھی چیزیں بھیجی ہیں۔"

اختر نے خوشی خوشی سب چیزیں لے لیں اور اللہ میاں کا شکر ادا کیا۔

قسط نمبر ا

تحریر۔ محمد طاہر رزاق' لاہور

قادیانیوں کا عبرتناک انجام

میں بیماری کا علاج تو کر سکتا ہوں لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کر سکتا' ڈاکٹر کا مرزا محمود کو جواب

جنازہ اور مکھیاں

میرے ایک دوست محمد صفدر بھٹی کے تایا ایک قادیانی کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے قادیانیت کی طرف مائل شروع ہوگئے۔ قادیانی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع ا۔ ایک رات وہ مرزا قادیانی کی ایک کتاب پڑھتے ۃ سو گئے۔ اسی رات انہیں خواب آیا کہ رات کا گھپ اندھیرا ہے اور وہ ایک سنسان جنگل میں کھڑے ہیں چانک انہوں نے دیکھا کہ ان کے بالکل قریب سے جنازہ گزر رہا ہے۔ جنازے کے ساتھ صرف چار آدمی جنہوں نے چارپائی کے ایک ایک پائے کو اٹھا رکھا ۔ چاروں آدمی چہروں پر سیاہ نقاب اوڑھے ہوئے ہیں۔ ر کوئی چادر نہیں۔ لاکھوں مکھیاں میت پر بھنبھنا رہی میت سے انتہائی غلیظ مادہ ٹپک رہا ہے' جس سے ، برداشت بو اٹھ رہی ہے۔ انہوں نے بڑی ہمت سے اٹھائے ہوئے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ اس شخص نے بڑے درشت لہجے میں جواب دیا ، مرزا قادیانی کا جنازہ ہے۔ صفدر بھٹی صاحب کہتے ۔ صبح اٹھتے ہی تایا جی زار و قطار رونے لگے۔ سارے الے یکدم اکٹھے ہوگئے۔ تایا جی کو سنبھالا اور ماجرا ۔ انہوں نے کانپتے کانپتے سارا خواب سنایا۔ پھر ، نے سارے اہل خانہ کو مخاطب کرکے کہا کہ تم سب رہنا کہ میں تائب ہوگیا ہوں اور مرزا قادیانی دجال پر وں لعنتیں بھیجتا ہوں۔

کتے

ولانا عتیق الرحمٰن چنیوٹی مرحوم پہلے قادیانی تھے' بعد لہ کے فضل سے مسلمان ہوگئے۔ مولانا مرحوم اپنے ن ہونے کا واقعہ یوں سنایا کرتے تھے۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قادیان زا قادیانی کے گھر سے چوک کی طرف آرہا ہوں۔ ں میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک دائرے کی صورت میں اس طرح کھڑے ہیں کہ گویا کسی مداری کا تماشا دیکھ رہے ہوں۔ ان لوگوں کے درمیان میں کچھ لوگ کھڑے ہیں' جن کے دھڑ تو انسانوں جیسے ہیں لیکن منہ کتوں جیسے ہیں اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر چیخ کر رو رہے ہیں۔ مجمع کے تمام لوگ انہیں بڑی حیرانی سے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ایک شخص کا کندھا ہلا کر اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ مرزا قادیانی کے مرید ہیں۔ پھر میں خواب سے بیدار ہوگیا۔ خوف کے مارے میرا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ میں نے فوراً" توبہ کی اور اعلانا" مسلمان ہوگیا۔"

قبر پھٹ گئی

ڈیرہ غازی خان کے قصبہ اللہ آباد میں ایک منہ پھٹ اور انتہائی بدزبان قادیانی ماسٹر رہتا تھا۔ اس شاطر کو جہاں موقع ملتا' وہ قادیانیت کی تبلیغ کرتا اور ختم نبوت کے بارے میں بک بک کرتا۔ ایک دن وہ اسی طرح بک بک کرتا مرگیا۔ قادیانیوں نے اسے مسلمانوں کے مقامی قبرستان میں دفن کرنے کا خفیہ پروگرام بنایا۔ لیکن کسی ذریعہ سے یہ خبر مسلمانوں تک پہنچ گئی اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس ملعون کی تدفین نہ ہونے کا بندوبست کرلیا اور علاقہ پولیس کو بھی اطلاع کردی۔ قادیانی خوفزدہ ہوگئے اور انہوں نے مجبوراً" اس کو اس کی ذاتی زمین میں دفن کردیا۔ تدفین کے بعد قبر میں زبردست آگ لگ گئی اور یہ کیفیت تین دن تک مقامی لوگ دیکھتے رہے۔ آخر قبر پھٹ گئی اور وہاں ایک بہت بڑا گڑھا بن گیا۔ لوگ دور دور سے اس عبرت گاہ کو دیکھنے آتے۔ قادیانیوں نے اپنی بے عزتی ہوتے دیکھ کر پتھروں سے اس گڑھے کو بھروا دیا اور اس کے اوپر قبر کا پختہ چبوترہ قائم کردیا لیکن بدبختوں نے اس ہولناک واقعہ سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔

دیکھو گے برا حال محمدؐ کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے چاند پہ تھوکا

جرمنی میں پاکستان سے گئی ہوئی ایک تبلیغی جماعت اپنے تبلیغی گشت میں مصروف تھی۔ شام ہونے کو تھی۔ جماعت نے مغرب کی نماز راستے میں آنے والی ایک مسجد میں پڑھی اور رات وہیں بسر کرنے کا ارادہ کیا۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد کے امام سے جماعت کی گفتگو ہوئی اور امام مسجد سے وقت کا مطالبہ کیا۔ امام مسجد نے جماعت کے ساتھ تین دن چلنے کا وعدہ کیا۔ صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ مذکورہ مسجد تو قادیانی عبادت گاہ ہے اور امام مسجد اس علاقے کی قادیانی جماعت کا سربراہ ہے۔ جب امام مسجد کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے جماعت کے امیر سے کہا کہ اگرچہ میں قادیانی ہوں لیکن میں دین کی باتیں سیکھنے کے لئے آپ کے ساتھ چلوں گا۔ چنانچہ وہ جماعت کے ساتھ تین دن کے لئے اسی وقت روانہ ہوگیا۔ اسے گھر سے نکلے یہ پہلی رات تھی کہ اسے خواب آیا۔ خواب میں اس نے دیکھا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ فاصلے پر ایک خنزیر زنجیر سے بندھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قادیانی سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔

"تم اس خنزیر کے پاس تو جاتے ہو' ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟"

خواب نے اسے ہلا کر رکھ دیا لیکن اس نے کسی سے ذکر نہ کیا۔ اگلی رات سویا تو پھر یہی خواب دیکھا لیکن اس نے خواب بابت کسی سے کوئی بات نہ کی۔ تیسری رات اس نے پھر خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے غصہ و ناراضگی سے کہہ رہے ہیں۔

"تم خنزیر کے پاس تو جاتے ہو لیکن ہمارے کیوں نہیں آتے؟"

رات بھر وہ گھٹن سے سو نہ سکا۔ صبح ہوئی تو وہ سر جھکائے جماعت کے امیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ماتھے پر ندامت کا پسینہ تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ وہ امیر صاحب سے کہنے لگا۔

"امیر صاحب! مجھے کلمہ پڑھایئے اور مسلمان کیجئے۔"

امیر صاحب خوشی سے اچھل پڑے اور اس سے پوچھا کہ اسے اس بات کی تحریک کیسے ہوئی۔ جواباً "اس نے اپنا خواب سنایا۔ سب پہ کیف و مستی کی کیفیت طاری ہوگئی اور مبارک مبارک کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ وہ نومسلم ہاتھ باندھ کے جماعت کے امیر سے درخواست کرنے لگا کہ میں اپنے گھر میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ امیر صاحب نے ساتھیوں سے مشورہ کے بعد اس کی دلجوئی کے لئے دعوت قبول کرلی۔ جب جماعت اس کے گھر پہنچی تو انہیں سخت حیرانی ہوئی کہ اس کا بہت بڑا ڈرائنگ روم قادیانیوں سے بھرا ہوا تھا۔ نومسلم' جماعت کے امیر سے کہنے لگا۔

"میں نے اپنا مبارک خواب ان سب کو سنایا تھا اور اب یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔"

تبلیغی جماعت اللہ کا شکر ادا کررہی تھی اور ہر سابق قادیانی بھی اسلام قبول کرکے اللہ کا شکر ادا کررہا تھا۔

(نوٹ) راقم کو یہ واقعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبداللطیف ایثار صاحب نے سنایا اور انہیں یہ واقعہ مسلم کالونی ربوہ کی مسجد میں ٹھہری ہوئی تبلیغی جماعت کے ایک شخص نے سنایا' جو جرمنی گئی ہوئی جماعت میں شامل تھا۔

مردے کا منہ قبلہ سے پھر گیا

آدھی کوٹ ضلع خوشاب کے نزدیک امام الدین نامی ایک قادیانی رہتا تھا۔ جب ۱۹۷۴ء کی طوفانی تحریک ختم نبوت اٹھی تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو دیکھتے ہوئے امام الدین قادیانی نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا۔ مسلمانوں نے اس کے اسلام قبول کرنے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ امام الدین مساجد میں نماز پڑھنے لگا۔ مسلمانوں کی شادی غمی میں شرکت کرنے لگا۔ لیکن وہ منافق اندر ہی اندر قادیانیوں سے رابطے رکھتا اور انہیں مسلمانوں کی ساری خبروں سے آگاہ کرتا۔ لیکن مسلمانوں کو اس جاسوس کا پتہ نہ چلتا۔ ایک دن امام الدین قادیانی بیمار ہوا اور چل بسا۔ مسلمانوں نے اسے غسل دیا' کفن پہنایا' نماز جنازہ پڑھائی' لحد تک ساتھ گئے۔ جب اسے قبر میں لٹایا گیا تو ایک مولوی صاحب قبر میں اترے اور انہوں نے اس کا چہرہ مخالف سمت سے قبلہ رخ کردیا۔ ایک زوردار جھٹکا لگا اور مردے کا منہ دوسری طرف ہوگیا۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ شاید میرا پاؤں لگ گیا ہے۔ انہوں نے دوبارہ اس کا منہ قبلہ رخ کیا لیکن پھر ایک جھٹکا لگا اور منہ دوسری طرف ہوگیا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں جب تیسری دفعہ بھی اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے ہٹ گیا تو میرے دل میں یہ القاء ہوگیا کہ یہ شخص قادیانی ہے اور اس نے صرف مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہوئے اسلام قبول کرنے کا ڈرامہ رچایا تھا۔

مرقد کی وحشت بتا رہی ہے

مدفن ہے یہ کسی گستاخ رسولؐ کا

کالا ناگ

ڈیوالہ بھکر کے عمرالدین ساقی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک قادیانی آیا اور مجھے قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگا۔ مرزا قادیانی کو نبی اور قادیانیت کو مذہب حق ثابت کرنے لگا۔ میں اپنی علمی بساط کے مطابق اسے جواب دیتا رہا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے بحث کرنے کے بعد وہ چلا گیا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر مولانا محمد نواز صاحب سے کیا۔ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ مجھے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کے متعلق بتایا اور مرزا قادیانی و مذہب قادیانیت کی سیاہ تاریخ سے آگاہ کیا۔ اس واقعہ کو تقریباً" ایک ہفتہ گزرا تھا کہ ایک دن میرے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی ملعون قادیانی کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں قادیانی کتابوں کا ایک بنڈل تھا۔ اس نے کتابیں میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ ان کتابوں کا مطالعہ کرو' تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں ان کتابوں کو اپنے گھر نہیں رکھ سکتا اگر میری بیوی یا میرے والدین کو ان کی بابت پتہ چل گیا تو وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے اور پورا خاندان میرا بائیکاٹ کردے گا۔ اس پر وہ مجھے کہنے لگا کہ تم فکر نہ کرو۔ میری جوان بھتیجی ہے۔ میں اس کے ساتھ تمہاری شادی کردوں گا اور میں اپنی زمین بھی تیرے نام کردوں گا۔ میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ بے غیرت تو زن اور زر کے عوض میرا ایمان خریدنا چاہتا ہے۔ میری نظروں سے دور ہوجا۔ میرا گرجتا جواب سن کر وہ منہ میں بڑبڑاتا ہوا دفع ہوگیا۔ اسی رات مجھے خواب آیا کہ ایک بہت بڑا کالا ناگ میرے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ میں جس طرف بھاگتا ہوں' وہ بڑی سرعت کے ساتھ میرے پیچھے بھاگتا ہے۔ بھاگ بھاگ کر میرا سانس پھول جاتا ہے اور میں پسینے میں شرابور ہوجاتا ہوں۔ اچانک میری نظر مولانا محمد نواز پر پڑتی ہے۔ میں لپک کر ان تک پہنچ جاتا ہوں اور ان سے لپٹ کر ان سے استدعا کرتا ہوں کہ مجھے اس ناگ سے بچائیں۔ اس افراتفری میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ دیکھا تو پسینے میں نہایا ہوا تھا۔ دل اتنی تیزی سے دھک دھک کررہا تھا گویا سینے سے ابھی باہر نکلا۔ حواس درست ہونے پر میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعے قادیانی کو پیغام بھجوایا کہ اگر آئندہ مجھ سے ملاقات کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ یوں ایک خواب کے ذریعے اللہ پاک نے میری رہنمائی فرمائی۔

توکل شاہ سے درخواست دعا

مولوی محبوب عالم صحیفہ محبوب میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواجہ توکل شاہ انبالوی سے عرض کیا کہ میں تو مرزا قادیانی کو برا جانتا ہوں۔ آپ کے نزدیک وہ شخص کیسا ہے؟ ان دنوں مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت اور مہدویت سے متجاوز نہ ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ گویا کوتوال کی حیثیت سے شہر لاہور کا گشت کررہا ہوں۔ ایک مقام پر مرزا غلام احمد کو دیکھا کہ کانٹوں اور گندگی میں پڑا ہے۔ میں اس کے ہاتھ کو جنبش دی اور ڈانٹ کر کہا تیرے پاس مجددیت اور مہدویت کا کیا ثبوت ہے؟ وہ سخت اداس اور غمزدہ دکھائی دیتا تھا۔ میرے سوال کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کوئی عمل کیا تھا۔ مگر پھر کسی بد پرہیزی کے باعث اس عمل سے گر گیا۔ مولوی محبوب عالم لکھتے ہیں کہ یہ تو میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ اس کے اکثر خط خواجہ توکل شاہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے' جن کا یہ مضمون ہوتا تھا کہ "حضور میرے حق میں دعا فرمائیں۔" خط کے سنتے ہی خواجہ صاحب کے چہرے پر غصہ کے مارے شکن پڑجاتے تھے' مگر ضبط کرکے خاموش ہوجاتے تھے۔

("رئیس قادیان" جلد دوم ص ۱۹)

شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ

شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ سے علماء لدھیانہ کی ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے قادیانی کے متعلق استخارہ کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے۔ جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنار نظر آیا' جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے۔

(فتاویٰ قادریہ)

جب ایک قادیانی کی قبر کھولی گئی

کوٹ قیصرانی' تحصیل تونسہ' ضلع ڈیرہ غازی خان میں امیر محمد نامی قادیانی مرگیا۔ اس مردود کو قادیانیوں نے مسلمانوں کی مسجد کے صحن میں دفن کردیا۔ مقامی مسلمان اس حادثہ سے چیخ اٹھے۔ ان غریبوں کی احتجاجی آواز کو بااثر قادیانیوں نے دبانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی پکار پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی مدد کے لئے بجلی کی سرعت سے پہنچی۔ خانقاہ تونسہ کے چشم و چراغ خواجہ مناف صاحب بھی عشق رسولؐ کے ہتھیار سے مسلح ہو کر خم ٹھونک کر میدان میں آگئے۔ جلوس نکالے گئے' کانفرنسیں ہوئیں اور حکومتی حکام سے مطالبہ کیا کہ قادیانی مردے کو مسجد سے نکالا جائے۔ حکومت نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ لیکن عوام کے طوفانی احتجاج کے سامنے حکومت بے بس ہوگئی اور اسے مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ چوہڑوں کے ذریعے مردود کی قبر کشائی کی گئی۔ جونہی قبر کھلی' بدبو کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس شدت کی بو کہ لوگوں کے سر چکرا گئے اور آنکھوں سے پانی نکل گیا۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ غلیظ اور کتا پھٹا لاشہ باہر نکلا تو مارے خوف کے چوہڑے بھی کانپ گئے۔ لاش قادیانیوں کے حوالے کردی گئی' جنہوں نے چوہڑوں کے ذریعے اسے

اپنے گھر کے صحن میں دفن کردیا۔ لیکن چند دنوں میں گھر میں ایسا تعفن پھیلا کہ گھر میں رہنا مشکل ہوگیا۔ آخر قادیانیوں نے تنگ آکر اسے وہاں سے اکھیڑ کر اپنے کھیتوں میں دفن کردیا۔ چشم دید گواہ کہتے ہیں کہ جب دوسری مرتبہ قادیانی کی لاش کو نکالا گیا تو اس کی بدبو کئی میل دور تک گئی اور لوگ کئی دنوں تک اس بدبو کو محسوس کرتے رہے۔ اس عبرتناک واقعہ کو دیکھ کر کئی قادیانی مسلمان ہوگئے' جن میں سے کچھ مردے کے خاندان میں سے بھی تھے۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

مرزا قادیانی کو چوہڑے کی شکل میں دیکھا

جوکہ ضلع خوشاب کے جناب ظفر اقبال صاحب کہتے ہیں کہ میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ہمارے گھر کے قریب ہی ایک قادیانی مبلغ غلام رسول رہتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھے قادیانیت کی دعوت دی اور پڑھنے کے لئے قادیانی لٹریچر بھی دیا۔ میری عمر بھی پختہ نہ تھی اور مذہبی تعلیم بھی واجبی سی تھی۔ اس کی دجالی گفتگو سننے اور گمراہ کن لٹریچر پڑھنے کے بعد شیطان نے میرے دل میں وسوسہ پیدا کردیا کہ کہیں قادیانی جماعت سچی ہی نہ ہو۔ عشاء کی نماز پڑھ کر بستر پر لیٹے یہیں سوچتے سوچتے سوگیا۔ رات میں نے خواب میں مرزا قادیانی کو انتہائی غلیظ اور کریہہ الصورت چوہڑے کی شکل میں دیکھا۔ صبح بیدار ہوا تو زبان پر استغفار کے جملے جاری تھے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور قادیانی مبلغ کے گھر جاکر اس کا لٹریچر اس کے منہ پر دے مارا۔

ظفر اللہ کا ہولناک انجام

فتنہ قادیانیت کا پوپ ظفر اللہ بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے------کبھی کبھی معمولی سی آنکھیں کھول کر اپنے اردگرد کھڑے لوگوں کو ہلکی سی نظر دیکھ لیتا ہے------کھانے پینے سے عاجز ہے------غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے گلوکوز کی بوتلیں چڑھا رکھی ہیں------لیکن گلوکوز کا پانی پیلے رنگ کا محلول بن کر منہ کے راستے باہر نکل جاتا ہے اور اس پیلے رنگ کے محلول سے پاخانے جیسی بدبو اٹھ رہی ہے--------ڈاکٹر ٹشو پیپر سے بار بار اس غلاظت کو صاف کررہے ہیں لیکن غلاظت رکنے کا نام نہیں لیتی------ظفر اللہ خان بستر پر پیشاب کررہا ہے--------کمرے میں اس شدت کی بدبو ہے کہ ٹھہرنا مشکل ہے--------بدبو اور دیگر حفاظتی تدابیر کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانی ڈاکٹروں نے اپنے منہ پر ماسک چڑھا رکھے ہیں------عام ملاقات پر سخت پابندی ہے کیونکہ ظفر اللہ کا یہ ہولناک انجام دیکھ کر کوئی بھی قادیانی' قادیانیت سے تائب ہوسکتا ہے------اسی حالت میں ظفر اللہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجاتا ہے--------لیکن مرنے کے بعد بھی اس کے منہ سے غلاظت جاری رہتی ہے---------جس سے بچنے کے لئے قادیانی ڈاکٹر اس کا منہ کھول کر گلے میں روئی کا گولہ ٹھونس دیتے ہیں--------لیکن خدائی عذاب اس گولے سے کہاں رکتا ہے!

روشنی مل گئی

سرحد کے نامور عالم دین دارالعلوم پشاور صدر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ تبلیغی جماعت کا ایک وفد غلطی سے قادیانیوں کے مرزا ڈے میں چلا گیا۔ قادیانیوں نے جب تبلیغی جماعت کو دیکھا تو انہیں وہاں سے نکال دیا۔ جس پر جماعت کے امیر نے قادیانیوں سے کہا کہ ہم آپ کو بالکل دعوت نہیں دیتے' مگر آپ لوگ ہمیں یہاں صرف تین قیام کرنے کی اجازت دے دیں۔ ہم اپنی نمازیں پڑھیں گے اور تمہارے کسی کام میں مخل نہ ہوں گے۔ جس پر قادیانیوں نے اجازت دے دی۔ جب تین دن ہوگئے تو جماعت کے امیر نے اللہ کے حضور گڑگڑانا شروع کیا کہ اے اللہ! ہم سے وہ کون سا گناہ ہوگیا کہ ہمیں یہاں بیٹھے تین دن ہوچکے ہیں۔ ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ تبلیغ میں جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ ابھی وہ مصروف دعا تھے کہ ایک شخص آیا' جو قادیانی جماعت کا امیر تھا۔ اس نے جب امیر صاحب کو روتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ جناب امیر صاحب نے فرمایا کہ ہم اللہ کے راستے میں اس کے سچے دین کی تبلیغ کے لئے تین دن سے یہاں قیام پذیر ہیں لیکن کوئی ایک شخص بھی ہمارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ جس پر اس قادیانی نے کہا کہ یہ تو معمولی بات ہے۔ میں تین دن کے لئے آپ کے ساتھ جاتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے کہ آپ مجھے کسی قسم کی دعوت نہ دیں گے چنانچہ معاہدہ ہوگیا اور وہ قادیانی ان کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ تیسری رات اس نے ایک خواب دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو اس قادیانی نے جماعت کے امیر صاحب سے کہا کہ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور مسلمان بنائیں۔ جس پر امیر جماعت نے کہا کہ ہم معاہدے کے پابند ہیں' آپ کو کلمہ پڑھنے پر مجبور نہیں کرسکتے' مگر آپ یہ بتائیں کہ یہ تبدیلی کیوں آئی؟ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے ایک کتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم میرے عاشقوں کے ساتھ پھرتے ہو اور اس کتے کو بھی مانتے ہو۔ وہ کتا مرزا قادیانی تھا۔ جس پر امیر جماعت نے اسے کلمہ پڑھایا اور سینے سے لگایا۔ جب اس شخص نے اپنے گاؤں واپس جاکر یہ واقعہ کچھ اور قادیانیوں کو سنایا تو وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ یہ واقعہ مولانا حسن جان نے حضرت مولانا قاری محمد طیب سے سنا۔

قبر میں زلزلہ

بھارت کے صوبہ بہار کے حکیم محمد حسین نے خواب میں دیکھا کہ مرزا قادیانی کی قبر میں تدفین ہوگئی ہے۔ لوگ مٹی ڈال کر گھروں کو چل رہے ہیں۔ قبر میں سخت اندھیرا اور خوف ہے۔ اللہ کے فرشتے سوال و جواب کے لئے آپہنچے ہیں۔ مرزا قادیانی سخت گھبرایا ہوا ہے اور تھر تھر کانپ رہا ہے۔ اللہ کے فرشتے اس سے سوال کررہے ہیں اور جواب میں وہ اول فول بک رہا ہے۔ قبر میں قریب ہی شیطان کھڑا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو کہہ رہا ہے کہ اے مرزا قادیانی! تو میرا بہترین ساتھی تھا۔ تو نے میرے مشن کے لئے بہت کام کیا۔ شب و روز محنت کرکے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مجھے تیری موت کا بہت دکھ ہوا لیکن آج اس مشکل میں میں تیرے کسی کام نہیں آسکتا۔ یہ عذاب تو اب تجھے سہنا ہی پڑے گا۔ یہ کہا اور شیطان غائب ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی مرزا قادیانی سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوگیا اور اس کی چیخوں سے قبر میں ایک زلزلہ بپا ہوگیا۔

آتش فشاں ہے زمین ایسی جگہوں سے کہ جہاں
لقمہ خاک ہوئے زہر اگلنے والے!

مرزا قادیانی کو آتش جہنم میں دیکھا

جناب جاوید اختر رضوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے گاؤں بھوتہ ضلع گجرات میں ایک قادیانی خاندان رہتا ہے۔ اس خاندان کا ایک نوجوان' جو آنکھوں سے نابینا ہے اور گاؤں والے نابینا ہونے کی وجہ سے اسے حافظ کے نام سے پکارتے ہیں' ایک رات اس نابینا نوجوان کو خواب آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا دادا آتش جہنم میں بری طرح جل بھن رہا ہے اور بری طرح چلا رہا ہے اور اپنے نابینا پوتے کو کہہ رہا ہے کہ میرے بیٹے یعنی اپنے باپ سے کہو کہ قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلو ورنہ تمہارا انجام بھی مجھ سا ہوگا۔ اس نے یہ خواب اپنے والد صاحب کو سنایا۔ اسے یہ خواب مسلسل تین دن تک آتا رہا اور وہ اپنے باپ کو سناتا رہا۔ لیکن باپ کسی معبر سے تعبیریں پوچھنے کی باتیں کرتا رہا۔ آخر وہ نابینا نوجوان قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوگیا ہے اور اب اللہ کے فضل سے اس نے قرآن پاک بھی حفظ کرلیا ہے۔ پہلے جس نوجوان کو لوگ نابینا ہونے کی وجہ سے حافظ کہتے تھے' اب اسے قرآن پاک کا حافظ ہونے کی وجہ سے حافظ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عنایت فرمائے (آمین)۔

باقی آئندہ شمارہ میں

بقیہ۔ قادیانی نبوت کا پس منظر

ممنوع قرار دے دیا گیا۔ مثلاً" مرزا کے حواریوں کو اصحاب الرسول اور بیویوں کو ام المومنین' عبادت گاہوں کو مسجد وغیرہ۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ لاہوری جو خلافت کے مسئلہ پر الگ ہوئے تھے مرزا کے منکر نبوت ہیں اور ان کو مجدد مانتے ہیں ورآنحالیکہ مرزا کا اپنا دعویٰ ہے۔

ہم مسیح زماں و ہم کلیم خدا
ہم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

ستم ظریفی یہ ہے کہ لاہوری ترجمان پیام صلح کے صفحہ اول پر لکھا ہوتا ہے۔

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا......."

اب ان حضرات نے یہ تکنیک اپنائی ہے کہ جب علی محمد باب اور بہائیوں کو غیر مسلم شمار نہیں کیا جاتا تو مرزائے قادیان اور اس کے پیروؤں کو کیوں مسلمان شمار کیا جائے؟ بے چارے نہیں جانتے بلکہ تغافل جاہلانہ سے کام لیتے اور دجل و فریب کا دامن بچھاتے ہیں۔ بہائی اور بابی پاکستان میں شاید انگلیوں پر بھی گننے کے قابل نہ ہوں۔ یہ ان مسلمان ملکوں کا مسئلہ ہے جہاں وہ موجود ہیں (بہائی خود کو مسلمان کہتے بھی نہیں اور نہ ان کا نام نہاد پیغمبر اس کا دعویدار تھا کہ میں مسلمان امت کا پیغمبر ہوں' اس کا تو دعویٰ ہی یہ تھا کہ وہ پوری دنیا کے لئے جدید قسم کا پیغمبر ہے جس کا کسی مذہب سے واسطہ نہیں)۔ یہاں تو احمدی مسلمان بن کر مسلمانوں کو غیر مسلم شمار کر کے ان پر حکومت کر رہے ہیں۔

ستم ظریفی یہ ہوئی کہ قدرت نے مرزا کے ایک ایک دعوے کو عملی طور پر ناکام بنا دیا۔ محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ کا نکاح معروف واقعہ ہے کہ مدعی نبوت کا دعویٰ تھا کہ اس کا نکاح آسمانوں پر خدا کے حکم سے ہو چکا ہے اس لئے وہ ضرور میرے نکاح میں آکر رہے گی۔ اس نبی کاذب نے مرزا احمد بیگ کو خطوط لکھ کر دھمکیاں دیں کہ اگر تم نے میرا اس کے ساتھ نکاح نہ کیا تو وہ تباہ و برباد ہو جائے گی۔

مگر ہوا یہ کہ مرزا ۱۹۰۸ء میں واصل جہنم ہوا اور محمدی بیگم ۱۹۸۰ء کے چند سال بعد عالم بقا کو سدھاریں۔ اس سے بڑا اس کے کاذب ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

بقیہ۔ مرزا قادیانی کا خط

اور اس سے ایک لمبی رازدارانہ میٹنگ ہوئی اور اس نے تمہارا پیغام بھی غلام اسحاق کو پہنچایا اور اس ملاقات کے دو تین دن بعد قومی اسمبلی ٹوٹ گئی اور تمہاری مرضی کی "نگران حکومت" وجود میں آگئی۔ مجھے اس بات سے ازحد خوشی ہوئی کہ پاکستان کے حکمرانوں سے تمہارے کتنے گہرے تعلقات ہیں اور پاکستان کی ریاست میں تم کس اہمیت کے حامل ہو۔ میں تمہاری طاقت دیکھ کے دنگ رہ گیا کہ اگر تم انگلینڈ میں بیٹھ کر ڈوریاں ہلاؤ تو یہاں کے حکمران بھی ہلنے لگتے ہیں۔ بھئی ہلیں کیوں نہ' سب کا ملجا و ماویٰ تو امریکہ ہے اور تم امریکہ کے بغل بچے! جو امریکہ کا غلام ہے وہ تمہارا بھی غلام ہے۔

بہت وقت بیت گیا۔ اچھا اب ختم کرتا ہوں۔

یہاں میرے پاس تمہارے ابا' اماں' دادی' نانا' نانی' چچا' چچیاں' ماموں' ممانیاں' سر ظفر اللہ' شیزان والا

شاہنواز وغیرہم جہنم میں "فٹ فاٹ" ہیں۔ ابوجہل' ابولہب' ولید بن مغیرہ' عبداللہ بن ابی' امیہ بن خلف' نمرود' شداد' فرعون' ہامان' اسود عنسی' مسیلمہ کذاب' ابن سبا' قرۃ' حکیم نور الدین' مرزا بشیر الدین' مرزا ناصر وغیرہم تمہیں بہت بہت پیار کہہ رہے ہیں۔

فقط

تمہارا دادا

مرزا قادیانی

حال مقیم

"ہاویہ"

بقیہ۔ بنیاد پرستی کا نعرہ

اٹل قوانین آج بھی مذہب بیزار قوتوں کے لئے کھلا چیلنج ہیں کیونکہ باقی مذاہب کی شکل تو مسخ ہو چکی ہے۔ ایسی صورت میں اسلام ایک جامع ضابطہ حیات ہونے کے ناتے ان کے لئے بہت بڑا "ہوا" بنا ہوا ہے۔ اسی لئے بدحواسی کے عالم میں وہ مسلمانوں کو کبھی بنیاد پرست اور کبھی دہشت گرد کہنے لگتے ہیں۔ مگر انہیں شاید معلوم نہیں کہ یہی بنیاد پرستی مسلمانوں کے لئے فخر کا باعث ہے۔

موجودہ دور کی ترقی یافتہ اقوام جس قسم کی ترقی پر نازاں ہیں' وہ آہستہ آہستہ انہیں اندھے کنویں کی طرف دھکیل رہی ہے۔ نفس پرستی' معاشی اجارہ داری' ذاتی و گروہی مفادات اور تعصب نے انسانیت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ مذہب بیزار یہ قوتیں اپنی اسلام دشمنی میں اتنی آگے چلی گئی ہیں کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ ان کے مذموم مقاصد سے پوری طرح آگاہ ہو چکا ہے۔

افغانستان کا بحران ہو یا فلسطین کا مسئلہ' کشمیری مجاہدین کی تحریک ہو یا خلیج کی جنگ' ایران عراق جنگ ہو یا بوسنیا ہرزیگووینا میں ڈھائے جانے والے مظالم' سب میں اسلام دشمنی کارفرما ہے۔ یہ تمام پیدا کردہ مسائل علامت ہیں اس خوف کی جو ان مغربی اقوام کو مسلمانوں سے لاحق ہے۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ خدائی قوانین اٹل ہیں۔ مکافات عمل کا اصول اٹل ہے۔ اگر روس جیسی سپرپاور مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی ہے تو یقیناً عذاب الٰہی انہیں بھی کبھی نہ کبھی ضرور گھیر لے گا۔ وہ وقت آنے والا ہے جب اسلام کا آفاقی اور منصفانہ نظام چار دانگ عالم میں رائج ہوگا۔ ظلمت کا اندھیرا چھٹ جائے گا۔ ہر طرف روشنی ہوگی اور انسان پورے وقار اور عزت کے ساتھ اس دنیا میں جی سکے گا۔

متذکرہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس کائنات میں پھیلی ہوئی تمام مخلوقات خواہ وہ جاندار ہیں یا بے جان اپنی اصل بنیاد اور حقیقت سے جدا نہیں ہو سکتیں اور یوں ان کے لئے بنیاد پرستی سے انحراف ممکن نہیں۔ اب اگر انسان اپنے لئے

خالق کائنات کے وضع کردہ اصولوں سے ہٹ کر کوئی اور طریقہ اختیار کرتا ہے جو اس کے وجود سے فطری ہم آہنگی اور مطابقت نہ رکھتا ہو تو یہ طریقہ اسے سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں دے سکتا اور ان غیر فطری طریقوں سے دنیا ایک دن فساد اور افراتفری کا شکار ہو جائے گی۔ پس انسان کی بقا صرف اسلام کے آفاقی' اصلاحی اور عادلانہ نظام کو اپنانے میں مضمر ہے۔

بقیہ۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ

جگہ پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ بہت لمبا کر کے اٹھا دی۔ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا اور بھاگ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا آج اس نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ خیر گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ وہ بھی تم ہی جیسا طالب علم ہے اس کے بعد جب میں اپنے کمرے میں آیا تو وہ غائب تھا اور دارالعلوم میں بھی نظر نہیں آیا۔

میرٹھ اسٹیشن پر مغرب کی نماز

ایک مرتبہ حضرت مدنیؒ نے میرٹھ اسٹیشن پر مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ شروع کی۔ ادھر نماز کی نیت باندھی۔ ادھر گاڑی نے سیٹی دے دی۔ جو جلد باز حضرات تھے۔ نیت توڑ توڑ کر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ لیکن حضرت نے نہایت اطمینان کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور دعا مانگ کر گاڑی میں سوار ہوئے۔ خدام میں سے کسی نے عرض کیا۔ حضرت! ہم لوگوں کو سیٹی کی آواز سن کر پریشانی ہو گئی تھی۔ حضرت نے فرمایا بھائی اگر میں بھی سیٹی کی آواز سنتا تو میری بھی یہی حالت ہو جاتی۔ سبحان اللہ! نماز میں اتنا استغراق کہ سیٹی کی آواز ہی نہیں سنی۔

بقیہ۔ تاجدار ختم نبوت

ہے تو ان کو عالم قدس سے ایک غیر معمولی اتصال میسر آجاتا ہے۔ اسی بیداری کا ثمرہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے خواب بھی وحی سمجھے جاتے ہیں اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا خواب دیکھا تو اتنی بڑی قربانی کے لئے تیار ہو گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی اس حقیقت کو سمجھ کر بول اٹھے۔ **یاابت افعل ما تومر**۔ اے باپ جو حکم آپ کو ملا ہے اسے پورا کیجئے۔ یہاں خواب کی بات کو امر الٰہی فرمایا۔ اس پوری تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ انبیاء علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جن امتیازی خصوصیات سے نوازا ہے' اس کا مقابلہ کوئی عام بشر نہیں کر سکتا۔

افضل ہے مرسلوں میں رسالت حضورؐ کی
اکمل ہے انبیاء میں نبوت حضورؐ کی
ہے ذرہ ذرہ انؐ کی تجلی کا اک سراغ
آتی ہے پھول پھول سے نکہت حضورؐ کی

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want:	Your money should be spent on making Muslims into Apostates?
Certainly your answer will be:	No.
But you are!	Unintentionally, unknowingly.
How:	In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.
Do you know:	A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.
What work this Centre does:	It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.
Alas:	Your money is used against your very Deen and you are unaware.
Realise:	You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تحفۂ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کے نائب امیرِ اوّل
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی تصنیفِ لطیف

○ آپ کے قلم سے مختلف اوقات میں لکھے جانے والے رسائل و مقالات کا مجموعہ ○ معلومات کا خزانہ ○ دلائل کا انبار ○ حقائق کا انکشاف ○ ایک درویش منش بزرگ کے قلم سے قادیانیوں کی ہدایت کا سامان ○ ریحانۃ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تیرہویں صدی میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمایا ○ اور انہیں کے وارث حضرت لدھیانوی صاحب نے پندرھویں صدی میں تحفہ قادیانیت تحریر فرمائی ○ عنوانات ملاحظہ ہوں ○ عقیدہ ختم نبوت ○ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین ○ عدالت عظمیٰ کی خدمت میں ○ قادیانیوں کو دعوت اسلام ○ چوہدری ظفر اللہ کو دعوت اسلام ○ مرزا طاہر کے جواب میں ○ مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت ○ دو دلچسپ مباہلے ○ قادیانی فیصلہ ○ شناخت ○ نزول عیسیٰ علیہ السلام ○ المہدی والمسیح ○ قادیانی اقرار ○ قادیانی تحریریں ○ قادیانی زلزلہ ○ مرزا قادیانی' نبوت سے مراق تک ○ قادیانی جنازہ ○ قادیانی مردہ ○ قادیانی ذبیحہ ○ قادیانی اور تعمیر مسجد ○ غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) ○ گالیاں کون دیتا ہے ○ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق ○ قادیانی مسائل ○ غرض ختم نبوت' حیات عیسیٰ علیہ السلام' کذب مرزا قادیانی اور کسی بھی مسئلہ پر یہ کتاب فیصلہ کن ہے ○ انسائیکلوپیڈیا ہے ○ قادیانی' مذہب سے لے کر سیاست تک' مساجد سے عدالت تک کی کسی بھی ضرورت کے لئے اس کتاب کا آپ کے پاس ہونا ضروری ہے ○ دینی اداروں' علماء' مناظرین' وکلاء تمام حضرات کی لائبریریوں کے لئے ضروری ہے ○ صفحات ۷۲۰ ○ کاغذ عمدہ ○ کمپیوٹر کتابت ○ خوبصورت رنگین ٹائٹل ○ عمدہ اور پائیدار جلد ○ قیمت =/۱۵۰ روپے ○ جماعتی رفقاء و طلباء کے لئے رعایتی قیمت =/۱۱۰ روپے ڈاک خرچہ بذمہ دفتر ○ پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ○ مجلس کے مقامی دفاتر سے بھی طلب کریں ○

ملنے کا پتہ۔
مرکزی ناظم اعلیٰ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
صدر دفتر' حضوری باغ روڈ' ملتان۔ پاکستان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸